REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 01/51

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

جلد ۴۳ — شمارہ ۴۸

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین۔ قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان۔

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱-۱۲-۱۹۹۴

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۵ ہجری — یکم فتح ۱۳۷۳ ہش — یکم دسمبر ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

لنڈن ۲۹ نومبر (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ مَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

نمازوں میں وساوس کیوں آتے ہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا انہیں کو نمازوں میں بہت وساوس آتے ہیں دیکھو ایک قیدی جبکہ ایک حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو کیا اس وقت اس کے دل میں کوئی وسوسہ گذر جاتا ہے ہرگز نہیں وہ ہمہ تن حاکم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس فکر میں ہوتا ہے کہ ابھی حاکم کیا حکم سناتا ہے اس وقت تو وہ اپنے وجود سے بھی بالکل بے خبر ہوتا ہے ایسا ہی جب صدق دل سے انسان خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور سچے دل سے اس کے آستانہ پر گرے تو پھر کیا مجال ہے کہ شیطان وساوس ڈال سکے۔

شیطان انسان کا پورا دشمن ہے قرآن شریف میں اس کا نام عدو رکھا گیا ہے اس نے اول تمہارے باپ کو نکالا۔ پھر وہ اس پر خوش نہیں اب اس کا یہ ارادہ ہے کہ تم سب کو دوزخ میں ڈال دے یہ دوسرا حملہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے وہ ابتدا سے بدی کرتا چلا آیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم پر غالب آوے لیکن جب تک کہ تم ہر بات میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو گے وہ ہرگز تم پر غالب نہ آسکے گا۔ جب انسان خدا کی راہ میں دکھ اٹھاتا ہے اور شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا۔ تب اس کو ایک نور ملتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۹۰-۹۱)

خلاصہ خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

آج کا دور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنے اعمال سے حسین معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کریں

دنیا دیکھے اور اسے محسوس ہو کہ جنت ہے تو یہاں اور اس میں آئے بغیر اسے تسکین نہ ہو

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ

لنڈن (ایم۔ٹی۔اے) تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں غیبت کی حرمت اور معاشرے کو غیبت کے نتیجہ میں ہونے والے نقصانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اس ضمن میں حضور انور نے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات سے اپنے خطبہ کو مزین فرمایا۔

حضور نے فرمایا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدترین آدمی اسے پاؤ گے جو دو منہ رکھتا ہے۔ کسی کے پاس کچھ کہتا ہے اور کسی کے پاس کچھ کہتا ہے۔ حضور نے فرمایا چغلخور کے ساتھ یہ لعنت لگی رہتی ہے کہ کہیں پر کچھ بات کرتا ہے اور کہیں پر کچھ بات کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا چونکہ خواتین میں یہ بات زیادہ پائی جاتی ہے اس لئے خواتین سے معذرت کے ساتھ ان کی ایک مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مثلاً ایک خاتون نے کوئی بات کی اور وہ بات اس خاتون تک پہنچی جس کے متعلق بات کی تھی اور ایسے رنگ میں پہنچی جس میں کچھ زیادہ تلخی پائی گئی۔ حضور نے فرمایا بعض دفعہ بالکل اسی طرح بھی بات پہنچا دی جاتی ہے لیکن یہ بات ایسی ہے جس کے نتیجہ میں دو بہنوں کے بعض دفعہ دو خاندانوں کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا جب سننے والی یہ بات سنتی ہے تو یہ عہد کرکے سنتی ہے کہ میں کسی دوسرے کے سامنے بیان نہیں کروں گی اگر کہنے والے پہلے تو سننے والی کے دو منہ ہو جاتے ہیں۔ بات سنتی ہے اور پھر طیش میں آکر دوسری پر دھاوا بول دیتی ہے اور یہ سارا عہد کہ میں خاموش رہوں گی جھوٹا ثابت ہوتا ہے تو اس طرح اس کے دو منہ بن گئے اور جو سنانے والی ہے۔ (باقی صفحہ ۲ پر)

(باقی صفحہ ۲ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۳ ہش (۱۹۹۴ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب کرام اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم فتح ۱۳۷۳ ہش،

انتخابات اور اصلاحات

ان دنوں پورے ملک میں سیاسی انتخابات کروانے کے دوران میں اصلاحات کے سلسلہ میں اخبارات اور دیگر نشریاتی ذرائع سے بہت کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ چونکہ جمہوریت عوام کے لئے ایک نعمت ہے لیکن اس جمہوری نظام کو ڈھال بنا کر ملک کے عوام بالخصوص غرباء کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ سیاسی اقتدار چونکہ ہر طرح کا عیش و آرام اور دولت و نام کا وارث بنا رہا ہے اس لئے ہر کوئی انفرادی طور پر بھی اور جماعتی سطح پر بھی ملک و قوم کی خدمت کے نام پر کرسی اقتدار کو ہتھیا لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ اگر ملک و قوم کی خدمت کرنا ہو تو اس کے لئے سیاسی اقتدار کو حاصل کرنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ نیت صاف ہو اور خدمت کا عزم مصمم ہو تو انسان بغیر سیاست کی کرسی کے بھی بہتر خدمت کر سکتا ہے۔ ثابت یہ ہوا کہ چونکہ سیاسی اقتدار کے نتیجہ میں ذاتی طور پر بھی اور اہل و عیال و رشتہ داروں کے لحاظ سے بھی بہت سے فوائد وابستہ ہوتے ہیں اس لئے اکثر اس خدمت کو بہانہ بنا کر اقتدار کے حصول کے لئے لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔

اگرچہ الیکشن کے اخراجات کے لئے ایک حد مقرر ہے تاہم دانشمند جانتے ہیں کہ اپنے حریف پر کامیابی حاصل کرنے کے لئے قوم کی دولت کو کس طرح لٹایا جاتا ہے، شراب کے دریا بہائے جاتے ہیں۔ مقابل پر اشتہار بازی کرنے والوں اور آگے نکلنے والوں کو نہ صرف پر کترنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں بلکہ حد یہ ہے کہ بعض دفعہ قتل تک کروا دیا جاتا ہے اور پھر ایسے تمام کاموں کے لئے اکثر لوگ جب اپنے پاس ذاتی طور پر مالی و جسمانی طاقت نہیں رکھتے تو غیر سماجی قوتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جن میں ڈاکو بھی شامل ہیں جن میں سمگلر بھی شامل ہیں اور جن میں منشیات کا کاروبار کرنے والے بڑے بڑے ناگ سانپ بھی شامل ہیں جو ایسے سیاسی حکمرانوں کے سایہ تلے ہمارے ملک کے نوجوانوں کو دن رات اپنے زہریلے پھنوں سے ڈس رہے ہیں۔

اس پر حد یہ ہے کہ سیاست کے اس کاروبار میں اب ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو تعلیم کے اعتبار سے برائے نام ہیں جو یا تو پہلے اپنے کالجوں اور سکولوں میں بھی الیکشن کے نام پر یہی تشدد اور دھوکے بازی کرتے رہے ہیں اور یا پھر وہ ایسے روساء یا سیاستدانوں کی اولاد ہیں جو اگرچہ تعلیم تو حاصل نہیں کر سکے لیکن وراثت میں ایسی مال و دولت پائی ہے کہ جس کے بل بوتے پر وہ اپنے سیاسی حریف کا شکار کر سکتے ہیں۔

یہ صورت حال نہ صرف ہمارے ملک میں ہے بلکہ پڑوسی ممالک کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی رائج ہو چکی ہے جہاں سیاست کو ایک اچھے روزگار کے طور پر دیکھا جاتا ہے جہاں جمہوریت کے نام پر ووٹ تو لئے جاتے ہیں لیکن عوام جب کسی کے حق میں فیصلہ دیں تو اُسے تسلیم کرنے میں پس و پیش کیا جاتا ہے حتی المقدور کوشش کی جاتی ہے کہ برسر اقتدار پارٹی کو معینہ مدت سے پہلے ہی قعر مذلت میں دھکیل دیا جائے انہیں عوام کے فلاح و بہبود میں کوئی ایسا کام نہ کرنے دیا جائے جس کے نتیجہ میں وہ آئندہ پھر برسر اقتدار آ جائیگا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برسر اقتدار پارٹی جو پہلے ہی بڑھا چڑھا کر اپنے کئے ہوئے جھوٹے وعدوں کو پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی اپوزیشن کے ممبران بھی ان کی ٹانگیں کھینچ کر انہیں تعمیری کام کرنے سے روک دیتے ہیں اور پھر ایوان میں اور ایوان سے باہر وہ انسانیت سوز مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ الامان والحفیظ! ایسی حرکتیں سامنے آتی ہیں کہ گھٹیا درجے کے چھوٹے اور ان پڑھ لوگ بھی اُن سے شرما جائیں ابھی حال ہی میں ۱۴ر نومبر کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں حزب اقتدار و حزب اختلاف کے ممبران (وہ ممبران جو کسی کو بھی اسلام میں رکھنے یا دائرہ اسلام سے نکال دینے کا حق رکھتے ہیں) میں جو ہاتھا پائی ہوئی اور تمیز کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو ڈرامہ کھیلا گیا وہ سب کے سامنے ہے گالیاں دی گئیں کرسیاں چلائی گئیں، دھینگا مشتی کی گئی اور تمام وہ حرکتیں کی گئیں جن کا انسانی اخلاق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ کیا یہ سب لڑائی عوام کے مفاد میں تھی؟ عوام کے فائدہ کے لئے کچھ منصوبے بنائے جا رہے تھے؟؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تمام تر لڑائی صرف اور صرف اس حسد اور جلن کی وجہ سے تھی اور ہے کہ کسی طرح حزب اقتدار کو جلدی سے جلدی اقتدار کی کرسیوں سے ہٹایا جا سکے۔ یہی حرکتیں اس زمانے میں ہوتی رہیں جب نواز شریف کی پارٹی برسر اقتدار تھی اور اب وہی حرکتیں مسز بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے نواز شریف کے "لوگوں" کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ صرف پاکستان ہی نہیں ایسی حرکات ہمارے وطن ہندوستان میں بھی ہم آئے دن دیکھتے رہتے ہیں۔ خود پنجاب اسمبلی میں اور گذشتہ دنوں یوپی کی اسمبلی میں بھی یہی کچھ دیکھنے کو ملا۔

مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ آزادی وطن سے لے کر اب تک ایسے واقعات میں کمی نہیں بلکہ دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مار دھاڑ تشدد اور بد اخلاقیوں کے واقعات بڑی تیزی سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ رشوت ستانی، ڈکیتی نقطۂ عروج پر پہنچ رہی ہے۔ ہمارے ملک میں کشمیر، پنجاب، اور آسام کی خون آشام کہانیوں کو اور پاکستان میں مہاجرین، سندھیوں، پٹھانوں اور پنجابیوں کی چپقلشوں کو اسی پس منظر میں دیکھا جانا چاہیئے۔

ایسے میں ہمیں یعنی خاص طور پر برصغیر کے عوام کو جنہوں نے اکٹھے ہی انگریزوں سے آزادی حاصل کی تھی اور پھر بدقسمتی سے الگ الگ ہو گئے تھے گہری نظر سے سوچنا چاہیئے کہ ایسے انتخابات جو عوام کو تنزل کے گڑھوں میں دھکیل رہے ہیں ان میں اصلاحات کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ کیا کیا جائے کہ یہ بیماریاں ختم ہوں کونسا طریق اختیار کیا جائے جس سے صرف سچے اور ایماندار لوگ اوپر آئیں جو ملک و قوم کے خدمت کرنے والے ہوں، جو دولت کے بھوکے نہ ہوں، جو نام و نمود کے رسیا نہ ہوں۔ جو مافیا گروہوں کے شکنجے میں پھنسنے کی بجائے سیاسی شکست کو بہتر سمجھیں، جو مخلص ہوں، وفادار ہوں، عدل و انصاف قائم کرنے والے ہوں، جو اتنے ہی وعدے کریں جتنے پورے کرنے کی ان میں صلاحیت ہو۔ اگرچہ حال ہی میں صاف ستھرے سیاسی انتخابات کے سلسلہ میں الیکشن کمشنر ٹی۔ این سیشن کی طرف سے بہت سے اصلاحی اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب تک بنیاد ٹھیک نہ ہوں اور نیتوں کی صفائی نہ ہو جس قدر بھی اصلاح کی کوششیں کی جائیں گی وہ بظاہر اصلاحات نظر آئیں گی جن کی رونق سے وقتی طور پر ہم متاثر بھی ہوں گے لیکن نہ تو وہ دائم ہوں گی اور نہ ٹھوس اور مفید ملک و قوم ہوں گی۔

اس تعلق میں ان شاء اللہ آئندہ گفتگو میں ہم کسی قدر روشنی ڈالیں گے۔ (باقی)

(منیر احمد خادم)

درخواستِ دُعا:۔ محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی اہلیہ محترمہ بعارضہ قلب و شدید کھانسی و نزلہ احمدیہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں موصوفہ کی شفائے کاملہ عاجلہ اور صحت و تندرستی کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (ادارہ)

ارشادِ نبوی
اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ
(عملوں کا دارومدار انجام پر ہے)
-(منجانب)-
جملہ ارا کین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶۔ مینگولین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹرز:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524- 649

قادیان دارالامان

جس کی طرف پرواز کیلئے روحانی طیور پر تول رہے ہیں

از مکرم مولوی محمد مصلح الدین سعدی صاحب مبلغ بھوبنیشور (اڑیسہ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ وحی یہ خوشخبری دی ہے۔

"اِنَّا انزلناہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امرًا مفعولًا" یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔"

"یہ آخری فقرات اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ جو اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث ...... میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالےٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے۔ چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں یہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ۔
(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں :-
"کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر صاحب میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ تو میں نے سُن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔"
(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ بقیہ حاشیہ)

قادیان دارالامان میں کثرت سے لوگوں کے آنے کے متعلق دعویٰ ماموریت سے قبل ہی خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ یاتون من کل فج عمیق۔ وسع مکانک ... یاتیک من کل فج عمیق۔" (تذکرہ صفحہ ۵۲) یعنی لوگ اس کثرت سے آئیں گے کہ آنے والے لوگوں کے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اپنے مکان کو وسیع کر۔ تیرے پاس لوگ اس کثرت سے آئیں گے کہ آنے والے لوگوں کے راستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔

پھر حضور فرماتے ہیں :-
"قادیان وہ شہر ہے جہاں اس زمانے میں خدا تعالےٰ نے اسلام کی تجدید اور جملہ ادیان عالم پر اُسے کامل غلبہ دینے کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کا مضبوط قلعہ ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے ہیں قلعہ ہند میں۔" (الحکم جلد ۷ نمبر ۷ م ۶ م پرچہ ۲۴-۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء)

پھر حضور قادیان کی حرمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-
"جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا ویسے ہی اس مقام میں جو تجلیات اور انوار الٰہی کا مرکز ہے کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھہر سکتا۔"
(بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

پھر حضور فرماتے ہیں :-
"یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں۔ بلکہ وہ مقام مراد ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کیلئے الٰہی چشمہ جوش مارے گا۔ اور وہ قادیان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے۔"
(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۸ حاشیہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام بھی ہوا۔ "اصحاب الصفہ وما ادراک ما اصحاب الصفہ تریٰ اعینھم تفیض من الدمع یصلون علیک۔" (تذکرہ)

اس کے معنی جو حضور نے خود فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔
"اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔" (تذکرہ صفحہ ۵۱)

ایک اور موقعہ پر حضور فرماتے ہیں :-
"خدا تعالےٰ نے انہیں اصحاب الصفہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے۔ اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ ہے۔ اور یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے علم میں تھے کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑیں گے اور میری ہمسائیگی کے لئے قادیان میں آکر بود و باش کریں گے۔"
(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۶۲-۲۶۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے وحی پا کر یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ عجولیٰ سی بستی بہت بڑھے گی اور بیاس تک پھیلے گی۔ اور بہت بڑا ثبوت جو قادیان کے مرکز سلسلہ ہونے پر ہے وہ وصیت کا نظام ہے۔ جب ۱۹۰۵ء میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو اپنی وفات کی خبر ملی تو آپ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جو جماعت میں الوصیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس رسالہ میں حضور بیان فرماتے ہیں :-

"اور مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ تب مجھے کہا گیا یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

پھر حضورؑ فرماتے ہیں :-
"اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنزل فیھا کل رحمۃ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔"

پھر فرماتے ہیں :-
"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔"

پس قادیان وہ مقام ہے جس میں خدا کا نور نازل ہوا تا دوبارہ اسلام کو دُنیا میں قائم کیا جائے تا اسلام کو وہ غلبہ نصیب ہو کر اندھی دُنیا جو روحانیت سے کوسوں دور جا پڑی ہے پھر سے روحانی پانی سے سیراب ہو۔ اور ہاں قادیان ہی وہ پاک بستی ہے جہاں خدا کا وہ مرسل پیدا ہوا۔ بڑھا۔ پھلا پھولا اور پھر خدا نے اُسے اس مقام پر لا کھڑا کیا کہ اُسے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب دیا۔

قادیان ہی وہ مبارک بستی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی وحی کے مطابق مکہ اور مدینہ کے بعد مقدس قرار دیا ہے۔ قادیان ہی وہ پاک سرزمین ہے جس میں اخلاص سے رہنے والوں کو خدا نے اپنے الہام میں اصحاب الصفہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔
(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۰ پر)

قادیان دارالامان میں

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا کامیاب سالانہ اجتماع

*۔ تقسیم ملک کے بعد سب سے زیادہ نمائندگان مجالس کی آمد *۔ علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات *۔ علماء کرام کی خصوصی تقاریر *۔ مرکزی مقامات پر شاندار چراغاں ۔ مسلسل دو روز دور درشن نے اجتماع کی خبر نشر کی۔

رپورٹ مرتبہ: قریشی محمد فضل اللہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ۲۵ واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا ۱۹ واں سالانہ اجتماع نہایت شان و شوکت کے ساتھ روحانی ماحول میں ۲۱ تا ۲۳ اکتوبر کو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ نے تقسیم ملک سے قبل منعقد ہونے والے اجتماعات کو شامل فرماتے ہوئے امسال ۷۵ ویں سالانہ اجتماع کی منظوری مرحمت فرمائی۔

اس تاریخی اجتماع کو شاندار طریق پر منانے اور کامیاب کرنے کیلئے محترم چوہدری محمد عارف صاحب نجمی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے شروع سال میں ہی ایک اجتماعی کمیٹی تشکیل فرمائی تھی جسے تمام مجالس کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی اور پروگراموں کو کامیاب بنانے کیلئے ہدایات دیں اجتماع سے کچھ عرصہ قبل فسادات کی دہشت کی وجہ سے ملک بھر میں آمد و رفت کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا تھا اور خیال تھا کہ شاید اس سال نمائندگان نہ آسکیں گے جس کی وجہ سے بڑی فکر لاحق تھی محترم صدر صاحب نے چند روز قبل اس سلسلہ میں دعا کی تحریک بھی کی اور ایک بزرگ کو خواب میں بتایا گیا کہ انشاء اللہ اجتماع بہت کامیاب رہے گا۔ چنانچہ دعا اور توکل کرتے ہوئے اجتماع کی کاروائیاں تیز کر دی گئیں اجتماع سے قبل نمائندگان کی آمد سے بہت خوشی ہوئی اور ہمت بندھ گئی۔

افتتاح ورزشی مقابلہ جات

۲۱ اکتوبر کو صبح ساڑھے نو بجے عزیزم حافظ شریف الحسن صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے احمدیہ گراؤنڈ میں ورزشی مقابلہ جات کا شاندار طریق پر افتتاح عمل میں آیا۔ تلاوت کے بعد اطفال نے گھومتے ہوئے ایک شاندار منظر پیش کیا اور مجلس خدام الاحمدیہ چارکوٹ، شورت، کیرنگ، ناصر آباد، کلکتہ، حیدرآباد اور قادیان کے چند خدام و اطفال پر مشتمل وفود نے محترم صدر صاحب کو سلامی دی ازاں بعد محترم صدر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ کرکٹ میچ سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر فضا میں غبارے بھی چھوڑے گئے جس پر تمام حاضرین نے نعرہ تکبیر بلند کیے۔ آخر پر تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

افتتاحی اجلاس

اجتماع کی افتتاحی کاروائی ۲-۳۰ بجے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں بنے پنڈال میں شروع ہوئی۔ جسے خوبصورت کرنے کے ساتھ بہت وسیع کر دیا گیا تھا۔ مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کا استقبال مجلس عاملہ اور بھارت سے آنے والے نمائندگان نے کیا اس موقعہ پر گلپوشی کے علاوہ آپ کو گلدستہ پیش کئے گئے۔

افتتاحی پروگرام کا آغاز مکرم قاری نواب احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت کے بعد موصوف نے لوائے خدام الاحمدیہ کی پرچم کشائی کی لوائے خدام الاحمدیہ کے پاس بنے فلیگ پوسٹ پر ان ممالک کے جھنڈوں کا چھوٹے کارڈوں پر نمونہ شاندار منظر پیش کر رہا تھا۔ جن میں جماعت احمدیہ کے مشن باقاعدہ قائم ہو چکے ہیں۔ پرچم کشائی کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام و اطفال کا عہد دہرایا۔ اور ایک ترانہ پیش کیا گیا۔

اس موقعہ پر دور درشن جالندھر کے نمائندے بھی تشریف لائے تھے ان کے سامنے محترم صدر اجلاس نے مجلس خدام الاحمدیہ کی غرض و غایت اور اجتماع کی خصوصیات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ یہ ۲۵ واں اجتماع ہے جس میں کشمیر سے کنیا کماری تک کے تمام صوبوں کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ بعدہٗ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کی گئی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا روز

۲۱ اکتوبر کو باجماعت نماز تہجد سے باقاعدہ اجتماع کے پروگراموں کا آغاز ہوا۔ نماز فجر درس اور اجتماعی دعا کے بعد ۸ بجے تک ورزشی مقابلہ جات ہوئے صبح آٹھ بجے تمام مہمانان اور مقامی خدام و اطفال کو تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے برآمدہ میں کھانا کھلایا گیا بعدہٗ دو بجے تک علمی مقابلہ جات جاری رہے۔

رات پونے آٹھ بجے دوسری مجلس کا آغاز ہوا جس میں خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔

تیسرا اور آخری روز

اجتماع کے آخری روز کا آغاز بھی نماز فجر اور خصوصی درس سے ہوا صبح ۶ بجے تا شام ۵ بجے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ سات بجے صبح سبھی خدام و اطفال کو ناشتہ دیا گیا۔ ورزشی مقابلہ جات کے اختتام پر گراؤنڈ میں ہی خدام و اطفال کو انعامات دیئے گئے یہ انعامات مختلف علاقوں سے آئے ہوئے معزز مہمانان، صوبائی امراء و انچارج مبلغین کرام نے تقسیم کئے۔ جب کہ علمی مقابلہ جات میں حصہ لینے والے خدام و اطفال کو موقعہ پر ہی انعامات دیئے جاتے رہے۔ بیرونی مجالس سے کثیر تعداد میں انفرادی و اجتماعی کھیلوں کے لئے خدام تشریف لائے تھے چنانچہ ٹیموں کے لحاظ سے کرکٹ میں قادیان، ناصر آباد، کلکتہ اور شورت۔ کبڈی میں چارکوٹ، ناصر آباد، شورت، کلکتہ، قادیان، حیدرآباد، کیرنگ، والی بال میں ناصر آباد، چارکوٹ، شورت، قادیان، کیرنگ، حیدرآباد، فٹ بال میں قادیان، کلکتہ، کیرنگ، حیدرآباد کی ٹیموں نے حصہ لیا

علمی تقاریر کا خصوصی پروگرام

اس تاریخی اجتماع کی مناسبت سے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خصوصی تقاریر کے لئے تین علماء کرام اور محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کو بھی شرکت کی دعوت دی تھی تاکہ ان کی تقاریر سے خدام براہ راست استفادہ کر سکیں چنانچہ پہلے روز محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج کلکتہ نے بعنوان "جماعت احمدیہ پر افضال الٰہیہ کا نزول" دوسرے روز محترم حافظ ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب نے

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ پر)

خوشخبری
۱۰۱ واں جلسہ سالانہ مبارک ہو
خوشخبری
مردوں کیلئے لاجواب نسخہ
زود جام عشق
جسم میں چستی لانے اور کمزوری دور کرنے کیلئے
پیٹ درد، قبض، گیس کے لئے
شکتی لال گولی
ایک بار خدمت کا موقع دیں
پتہ: چھابڑہ فارمیسی ہرچوال روڈ قادیان۔ پنجاب بھارت

قسط نمبر ۲

حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

از قلم سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

نوٹ: یہ مضمون حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقام خلافت پر فائز ہونے سے کئی سال قبل تحریر فرمایا تھا اور یہ رسالہ "الفرقان" میں دو اقساط میں شائع ہوا تھا۔

عذاب الٰہی کی امتیازی علامت

عذاب الٰہی کو عام حوادث سے ممتاز کرنے والی علامات میں سے ایک اہم علامت یہ ہے کہ عذاب کے واقع ہونے سے قبل ہی اس کی خبر دے دی جاتی ہے اور صرف خبر ہی نہیں بسا اوقات اس کی نوعیت بھی تفصیل سے بیان کر دی جاتی ہے۔ اس کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بڑی واضح شکل میں ملتی ہے۔ آپ نے پہلے سے قوم کو متنبہ کر دیا کہ تمہارے اعمال کی خرابی کے نتیجہ میں نیز میرے دعاوی کے مسلسل انکار کی وجہ سے تم ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ اس تنبیہ کے ساتھ ہی آپ نے ذریعہ ہلاکت سے بھی ان کو آگاہ کر دیا اور بتایا کہ تمہاری ہلاکت کا ذریعہ پانی کو بنایا جائے گا۔ جو ایک ایسے بے نظیر سیلاب کی صورت میں آئے گا جس سے علاقہ کی کوئی چیز خواہ انسان ہو یا حیوان بچ نہیں سکے گی۔ یہ خبر دینے کے ساتھ ہی حضرت نوح علیہ السلام اس کشتی کی تعمیر میں معروف ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کے اذن کے مطابق اس عذاب سے مومنوں کو بچانے کے لئے بنائی جا رہی تھی۔ منکرین پاس سے گزرتے، ہنستے اور تمسخر اڑاتے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو طرح طرح کے طعنوں کا نشانہ بناتے لیکن کوئی بھی یہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ آسمان اس کثرت کے ساتھ پانی برسا سکتا ہے کہ دنیا کی کوئی پناہ گاہ اس کی زد سے انسان کو بچا نہ سکے۔ لیکن آخر وہ دن بھی آ ہی گیا جبکہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق۔

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ

(القمر آیت ۱۲)

آسمان نے اپنے تمام دروازے کھول دئے اور ایسا موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوا جس کی کوئی مثال اس سے پہلے دیکھی نہ گئی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے کشتی میں سوار ہوئے اور اپنے ساتھ ایک معین مدت کے لئے زاد سفر بھی لے لیا۔ کچھ جانور اور کچھ پرندے جو پہلے سے اس غرض کے لئے جمع کئے گئے تھے وہ بھی اس کشتی میں سوار کر لئے گئے۔ لیکن اس وقت تک بھی دیکھنے والے دیکھتے رہے اور تمسخر اڑاتے رہے یہاں تک کہ وہ کشتی پانی کی بلند ہوتی ہوئی سطح کے ساتھ بلند تر ہوتی چلی گئی اور مکانات، اونچی جگہیں اور ٹیلے رفتہ رفتہ پانی میں ڈوبنے لگے۔ لیکن اس وقت بھی ایمان نہ لانے والوں کو یقین نہ آیا کہ کشتی کے سواروں کے سوا اس علاقہ کے باقی تمام لوگ غرق ہو جائیں گے۔ خود حضرت نوح علیہ السلام کے ایک جسمانی بیٹے نے بھی اپنی بدقسمتی سے یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس غیر معمولی بارش اور سیلاب کو آخر وقت تک ایک طبعی حادثہ سمجھتا رہا۔ اسے یہ گمان تو شائد گزرتا ہو کہ یہ کشتی سوار غرق ہو جائیں گے لیکن یہ وہم اس کے دل میں نہ آیا کہ سیلاب پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی اوپر نکل جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق ہمیں اہل دنیا کی جو آخری آواز سنائی دیتی ہے وہ حضرت نوح علیہ السلام کے اس بیٹے کی یہ آواز ہے۔

قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ

(سورہ ہود آیت ۴۴)

کہ میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا اور یہ پہاڑ مجھے بچا لے گا۔

لیکن ایک بلند و بالا موج حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اور پہاڑ پر پناہ لینے والے اس وجود کے درمیان حائل ہو گئی۔ پانی بلند سے بلند تر ہوتا رہا اور پہاڑوں کی چوٹیاں روپوش ہونے لگیں۔ تیرنے والی اس کشتی کے سوا سطح آب پر کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔

یہ واقعہ جو تفاصیل کے کسی قدر اختلاف کے ساتھ دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی اسلام، یہودیت اور عیسائیت کو مسلم ہے کم از کم ان اہل مذاہب کے لئے تو ضرور ایک حجت ہے اور وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ معمول کے مطابق طبعی قوانین کے تابع برسنے والی بارش بھی کبھی عذاب الٰہی کا رنگ اختیار کر سکتی ہے۔

عذاب الٰہی کی مختلف اقسام کا بیان چونکہ پہلے گزر چکا ہے اس لئے اس کے تکرار کی ضرورت نہیں۔ یہاں صرف عذاب الٰہی کی امتیازی علامات کا ذکر ہو رہا ہے تو پہلی علامت قرآن کریم سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ وقت سے پہلے عذاب الٰہی کی خبر دے دی جاتی ہے اور بسا اوقات اس کی نوعیت کی بھی تعیین کر دی جاتی ہے

دوسری امتیازی علامت

دوسری امتیازی علامت ہمیں یہ معلوم ہوتی ہے کہ عذاب الٰہی کے واقع ہونے کو ایک شرط کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے جس کا کسی پہلو سے بھی ان عوامل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس کے نتیجہ میں کوئی ارضی و سماوی حادثہ رونما ہو سکے۔

حضرت صالح علیہ السلام کے عہد کی مثال ہمارے پیش نظر ہے۔ وہ خوفناک دھماکہ جسے آتش فشاں پہاڑ کا پھٹنا کہہ لیں یا غیر معمولی قوت کی گھن گرج قرار دے لیں یا اچانک زمین کے پھٹنے کے نتیجہ میں ایک ہیبت ناک آواز تصور کر لیں۔ غرضیکہ اس "صیحۃ واحدۃ" کی جو شکل بھی چاہیں تجویز کر لیں یہ امر تو بہرحال ہر انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس "صیحہ" کا اونٹنی کی کونچیں کاٹنے سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں یعنی اس کے نتیجہ میں یہ واقعہ رونما نہیں ہو سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو طبعی ذریعہ بھی حضرت صالح کی قوم کی ہلاکت کے لئے تجویز ہوا وہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ ایک غیر معمولی تقدیر تھی۔ جب تک قوم حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا پانی بند کرنے اور اس کی ایذا رسانی سے باز رہی اذن الٰہی کی تنبیہ نے اس ہولناک حادثہ کو رونما ہونے سے سختی سے روکے رکھا۔ لیکن جونہی اس اونٹنی کا پانی بند کیا گیا اور کونچیں کاٹی گئیں تو قوانین طبعی کو اپنی جولانیاں دکھانے کی اجازت دے دی گئی۔

تیسری امتیازی علامت

تیسری علامت جو حادثات طبعی کو عذاب الٰہی سے ایک غیر معمولی امتیاز بخشتی ہے وہ یہ ہے کہ عذاب الٰہی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ کافروں کے ساتھ مومنوں کو بھی ہلاک کر دے۔ بلکہ بلا استثناء ہر ایسے حادثے کے وقت مومن بچا لئے جاتے ہیں اور منکرین ہلاک کر دئے جاتے ہیں۔ اگرچہ قرآن کریم میں بعض ایسے قومی عذابوں کا ذکر ملتا ہے جن کے نتیجہ میں منکرین کے ساتھ مومن بھی کسی قدر تکلیف اٹھاتے ہیں لیکن یہ عذاب ایک استثنائی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا مقصد مختلف ہوتا ہے۔ ہم عذابوں کی جن اقسام پر بحث کر رہے ہیں یہ وہ عذاب ہیں جو مومن اور غیر مومن میں تفریق کے لئے آتے ہیں اور جن کے لئے وقت کے انبیاء واضح الفاظ میں یہ خبر دے دیا کرتے ہیں کہ یہ خدا کے پاک بندوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہ ایک ایسا امتیاز ہے جس کا کوئی طبعی جواز نظر نہیں آتا۔ آخر کیوں ایک معمول کے مطابق ہونے والا حادثہ قوم کی بھاری اکثریت کو تو ہلاک کر دے لیکن چند لوگوں سے استثنائی سلوک کرتے ہوئے بغیر گزند پہنچائے پاس سے گزر جائے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ قوم کے طاقتور اور دنیاوی ساز و سامان سے متمتع غالب قوتوں والے حصہ کو تو ہلاک کر دے جس کے پاس حوادث سے بچنے کے زیادہ سے زیادہ ظاہری سامان موجود ہوتے ہیں لیکن چند کمزور اور ضعیف اور بے سر و سامان لوگوں کو گزند پہنچانے کی اسے کوئی قدرت حاصل نہ ہو۔

چوتھی امتیازی علامت

چوتھی علامت یہ ہوا کرتی ہے کہ عذاب الٰہی کے بعد وہ نظریہ حیات یا تو کلیۃً مٹا دیا جاتا ہے یا مغلوب کر دیا جاتا ہے جو عذاب الٰہی سے پہلے طاقتور اور غالب ہوتا ہے اور وہ نظریہ حیات جو عذاب الٰہی سے پہلے نہایت کمزور اور مغلوب حالت میں پایا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے زندہ رہنے کے کوئی ظاہری سامان نظر نہیں آتے وہ عذاب الٰہی کے بعد نہایت قوی اور غالب صورت میں تیزی کے ساتھ نشوونما پانے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ نظریات کے میدان میں کبھی تو ایسے تنہا عظیم فاتح کے طور پر دکھائی دیتا ہے جس کا مدمقابل کلیۃً خاک میں مل چکا ہو اور کبھی ایسے فتح مند جرنیل کی شکل میں نظر آتا ہے جس کا حریف نہایت کمزوری اور ذلت کی حالت میں اس کے غلبہ کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکا ہو۔

جو اہل مذاہب اس مذہبی تاریخ کو تسلیم کرتے ہیں جو آسمانی صحیفوں میں ان کے لئے محفوظ کی گئی ان کے لئے تو مذکورہ امور ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن وہ لوگ جو کسی مذہب سے وابستہ نہیں یا وابستہ ہونے کے باوجود دہریت اور مادیت کا شکار ہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ بالا چاروں علامتیں تاریخ مذاہب سے حاصل کی گئی ہیں اور ہمیں اس تاریخ کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک ان کی حیثیت دلائل کی نہیں محض دعاوی کی ہے لیکن ادنیٰ سے تدبر سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ مذکورہ بالا دعاوی اپنے ساتھ ایسے دلائل اور شواہد رکھتے ہیں جن کی کوئی لامذہب بھی تردید نہیں کر سکتا۔

میں اپنے مدعا کی مزید وضاحت کے لئے ذیل میں چند امور قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

(اول) ۔ دنیا کا کوئی لامذہب یا بے دین انسان اس تاریخی حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا کہ جب بھی کسی نبی یا مصلح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن پا کر دنیا کو ہدایت کی طرف بلایا کوئی دنیاوی ذریعہ اس کے پاس ایسا نہیں تھا جس سے وہ اپنے مخالفین پر غالب آ سکتا۔ اس کے برعکس اس کے مخالفین کو ہر پہلو سے اس پر مکمل دنیاوی فوقیت حاصل تھی۔ کیا بلحاظ تعداد، کیا بلحاظ مال و دولت، کیا بلحاظ سیاسی قوت اور کیا بلحاظ اسباب جنگ، ہر پہلو سے وہ اس دعویدار کے مقابل پر اتنے طاقتور اور قوی تھے کہ ادنیٰ سی دنیاوی کوشش کے نتیجہ میں اسے اور اس کے چند ماننے والوں کو ہلاک کر دیتے

کی پوری طاقت رکھتے تھے۔ ایسے انبیاء اور مصلحین کی کمزوری کا کچھ تصور اس حقیقت سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ دنیاوی تاریخ کسی نبی کے ظہور کے واقعہ کو اپنے زمانے میں ایک ایسا معمولی واقعہ سمجھتی ہے جیسے کسی وسیع جھیل میں ایک بچے کے ہاتھ سے پھینکی ہوئی کنکر سے کچھ لہریں پیدا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور واقعہ صلیب کو جو اہمیت حاصل تھی اس کا آج جو ہم تصور باندھے ہوئے ہیں اس عہد کے انسان کا تصور اس سے بالکل مختلف تھا۔ ہم چونکہ نسلاً بعد نسل اس عظیم واقعہ کا ذکر سنتے آئے ہیں اس لئے ہم خواہ مخواہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ اور بعد میں رونما ہونے والا واقعہ صلیب اس زمانے کے انسانوں کی نظر میں بھی کوئی بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ ہمارا یہ گمان ہرگز حقیقت پر مبنی نہیں۔ عظیم سلطنت روما کے ایک گوشے میں رونما ہونے والے اس واقعہ نے اس زمانے کے مورخین کی توجہ اس حد تک بھی اپنی طرف مبذول نہ کروائی کہ وہ اسے کوئی قابل ذکر بات سمجھ کر چند سطروں میں ہی اس کا ذکر محفوظ کر دیتے۔ چنانچہ رومن مورخین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک سو سال کے بعد تک بھی یسوع نام کے کسی نبی کے ظاہر ہونے کا ذکر نہیں کرتے اور گویا واقعہ صلیب معمول کے مطابق ایک روزمرہ کی قانونی کارروائی سے زیادہ اور کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اس قسم کی کارروائیاں قومی تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنے کے لائق شمار نہیں کی جاتیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی تاریخی عظمت کا انحصار کلیۃً عیسائیت کے پھیلاؤ سے تھا۔ جوں جوں عیسائی قوم ترقی کرتی چلی گئی بعد میں آنے والے مورخین اس واقعہ کو پہلے سے بڑھ کر اہمیت دیتے چلے گئے۔ عہد مسیح میں یقیناً سلطنت روما کے مقابل پر مسیح کی ظاہری حیثیت قابل ذکر نہ تھی۔ ان کا مرنا یا جینا سلطنت روما کے اہلکاروں کی نگاہ میں کوئی قابل اعتبار بات سمجھی جاتی۔

اسی طرح اس کائنات کا سب سے بڑا واقعہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ فتح مکہ سے قبل تک اس زمانہ کے انسان کو ایک ایسا عام اور معمولی واقعہ نظر آتا تھا کہ جب تک مسلمانوں کی فتوحات نے مشرق و مغرب میں زلازل برپا نہیں کئے اس وقت تک روس اور فارس کی سلطنتوں نے ظہور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص قابل اعتناء بات نہ سمجھا۔ کسریٰ کی حکومت تو بہت جلد اسلام سے مغلوب ہو گئی۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایرانی مورخین نے فتح مکہ سے قبل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر اپنی تاریخ کے صفحات میں محفوظ کیا یا نہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے رومن مورخین کے متعلق ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ہاں کائنات کے اس عظیم واقعہ کا کوئی ذکر تک نہیں ملتا۔

ایران کی عظیم مشرقی سلطنت کے بارہ میں بھی ان روایات کی روشنی میں جو اسلامی تاریخ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شہنشاہ ایران کے نزدیک یہ ایک بہت ہی معمولی واقعہ تھا۔ اس دور کے خسرو کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس نے یمن کے گورنر کو یہ کہلا بھیجا کہ شنید آئی ہے کہ کوئی اس قسم کا دعویدار عرب میں پیدا ہوا ہے اسے پکڑوا کر میرے دربار میں حاضر کرو۔ یمن کے گورنر کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اہمیت تھی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے صرف دو کارندے اس غرض کے لئے مدینہ روانہ کئے کہ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر اس کے سامنے لائیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت کی دنیا نے حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا اہمیت دی ہوگی۔

پس دنیا کا کوئی لامذہب بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہر نبی اپنے زمانے کے وقت کمزور ہی نہیں بلکہ اہل دنیا کو اتنا کمزور نظر آتا ہے کہ اس کا ہونا یا نہ ہونا گویا ان کے نزدیک برابر ہوتا ہے۔ آدم سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک بلا استثناء ہمیشہ یہی کہانی دہرائی گئی۔

(دوم)۔ اس کے بعد ہر لامذہب اور منکر دین کو اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ وہ عظیم سلطنتیں اور عظیم قومیں جو اپنے وقت کے نبی کو پرِ پشہ کی حیثیت بھی نہیں دیتی تھیں۔ "حوادث زمانہ" (اہل مذہب کے نزدیک عذاب الٰہی) کا شکار ہوئیں اور ان کی صف اس دنیا سے کلیت دی گئی اور ان کے مذاہب مسخ ہو گئے اور ان کے نظریات فنا ہو گئے اور کچھ بھی ان کا باقی نہ رہا سوائے اس ذکر کے جو تاریخ کے صفحات میں پھیلا ہوا ہے لیکن وہ جن کا کچھ ذکر ان لوگوں کی تاریخ کے صفحات میں نہیں ملتا وہ ایک ناقابل فہم معمہ بن کر ان سلطنتوں اور قوموں پر غالب آ گئے باقی رہے اور اس شان سے باقی رہے کہ ان کے نظریات ہی آج غالب نظریات کے طور پر زندہ موجود ہیں۔ ان کے مذاہب نے دنیا کے عظیم خطوں کو گھیر رکھا ہے یہاں تک کہ آج دنیا میں بسنے والے لوگوں کی غالب اکثریت وہ ہے جو کسی نہ کسی ایسے نبی یا رشی یا اوتار کی طرف منسوب ہوتی ہے جو اپنے وقت کا کمزور ترین انسان تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان قوموں کے مٹنے کا باعث حوادث زمانہ تھے تو عقلاً ان کا اول شکار اس زمانے کے کمزور ترین انسان ہونے چاہئیں تھے نہ کہ انتہائی طاقتور اور حکمران قومیں .... حوادث زمانہ کو یہ تمیز کہاں سے آئی کہ کمزور اور طاقتور میں ایسی تمیز کرے کہ کمزور کا معین و مددگار اور طاقتور کا جان لیوا دشمن بن جائے؟

(سوم) ایک تیسری حقیقت جو اسی تعلق میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے اور کوئی لامذہب اور بے دین انسان اس کا بھی انکار نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے کہ وہ بستیاں جو زلازل کا شکار ہوئیں او مسلسل چلنے والی آندھیوں کے نتیجہ میں تہہ بہ تہہ خاک کے تودوں کے نیچے دب کر تباہ ہو گئیں ان میں سے ایک بستی بھی ایسی نہیں جو کسی نبی پر ایمان لانے والی جماعت پر مشتمل ہو بلکہ تمام بے دینوں اور منکروں کی بستیاں ہیں جن کے آثار باقیہ آج بھی شرک و بدعت اور فسق و فجور کی داستانیں محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم ان بستیوں کا بار بار ذکر فرماتا اور انسان کی توجہ بار بار اس حقیقت کی طرف مبذول کراتا ہے کہ قدیم سے جاری و ساری عظیم شاہراہوں پر ان بستیوں کو تلاش کرو تو تمہیں خاک کے عظیم تودوں تلے دبی ہوئی نظر آئیں گی۔ اور تم دیکھو گے کہ ان میں وہ قومیں مدفون ہیں جو اپنے وقت کے انبیاء کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا عزم لے کر اٹھی تھیں۔ ان کے عزائم نہایت خطرناک اور ان کی قوت ناقابل دفاع تھی۔ اس وقت جبکہ بظاہر انبیاء اپنے غلبہ سے مایوس ہو گئے تب اچانک اللہ تعالیٰ کی مدد ایک ایسے عذاب کی صورت میں آئی جو اچھے اور برے میں امتیاز کرنے والا تھا جسے خدا چاہتا تھا اسے نجات بخشتا تھا لیکن مجرم اس کی پکڑ سے بچ نہ سکتے تھے۔ قرآن کریم اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتا ہے۔

حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ قَدۡ کُذِبُوۡا جَآءَہُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾

(سورہ یوسف آیت ۱۱۱)

ترجمہ۔ اور جب (ایک طرف تو) رسول (ان کی جانب سے) نا امید ہو گئے اور (دوسری طرف منکروں کا یہ) پختہ خیال ہو گیا کہ ان سے (... کے نام سے) جھوٹی باتیں کہی جا رہی ہیں تو (اس وقت) ان (رسولوں) کے پاس ہماری مدد آ گئی اور جنہیں ہم بچانا چاہتے تھے (انہیں) بچا لیا گیا اور مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب (ہرگز) نہیں ہٹایا جاتا۔

یہ مدفون قومیں جن کے مدفن سے انسان لاعلمی اور غفلت کی حالت میں گزر جایا کرتا تھا آج کے زمانہ میں جبکہ زمین اپنے بوجھ اگل رہی ہے منظر عام پر ابھر رہی ہیں لیکن جس وقت قرآن کریم نے ان کا ذکر فرمایا تھا اکثر انسان اس بارہ میں لاعلمی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

پانچویں امتیازی علامت

پانچویں علامت جو عذاب الٰہی کو حوادث زمانہ سے الگ کرتی ہے اس کا ذکر قرآن کریم کی حسب ذیل آیت میں ملتا ہے۔

وَ مَا نُرِیۡہِمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ اِلَّا ہِیَ اَکۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِہَا ۫ وَ اَخَذۡنٰہُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۹﴾

(سورہ الزخرف آیت ۴۹)

ترجمہ۔ ہم ان کو جو نشان بھی دکھاتے تھے وہ اپنے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو عذاب میں مبتلاء کر دیا تھا تاکہ وہ (اپنی بد اعمالیوں سے) لوٹ جائیں۔ یعنی عذاب الٰہی میں ایک تدریج اور ترتیب پائی جاتی ہے اور آخری غلبے تک عذابوں کا سلسلہ سخت سے سخت ہوتا چلا جاتا ہے

گویا عذاب الٰہی کے مختلف مظاہر میں خفیف سے اشد کی طرف حرکت نظر آتی ہے۔ اگر عذاب کی شدت کا گراف بنایا جائے تو معمولی اتار چڑھاؤ کے باوجود عذاب کا عمومی رخ شدید سے شدید تر کی طرف ہی نظر آئے گا۔ یہاں تک کہ اگر قوم پیغمبر وقت کے نظریات کو قبول نہ کرے اور اس کی ہلاکت مقدر ہو جائے تو عذاب کی آخری یورش سب سے شدید اور فیصلہ کن ہوتی ہے۔ حوادث زمانہ میں ایسی کوئی ترتیب نہیں پائی جاتی

چھٹی امتیازی علامت

عذاب الٰہی کی چھٹی امتیازی علامت یہ ہے کہ گو حوادث زمانہ انسان کی قلبی کیفیت سے اثر انداز نہیں ہوتے اور وہ ان کیفیات سے بے نیاز اپنے دائرہ میں کار فرما رہتے ہیں۔ لیکن عذاب الٰہی اس عہد کے انسانوں کی قلبی کیفیات سے ایک ایسا عجیب رشتہ رکھتا ہے کہ اگر دلوں میں گزشتہ گناہوں پر ندامت اور پشیمانی پیدا ہو جائے اور طبیعتیں استغفار کی طرف مائل ہوں تو عذاب الٰہی ٹل جاتا ہے۔ قرآن کریم عذاب الٰہی کی اس امتیازی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡہِمۡ ؕ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمۡ وَ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۴﴾

(سورہ انفال آیت ۳۴)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی حالت میں عذاب نہیں دے سکتا تھا جبکہ تو ان میں تھا اور نہ اللہ ان کو ایسی حالت میں عذاب دے سکتا تھا جب کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

گزشتہ انبیاء کی تاریخ میں حضرت یونس علیہ السلام کے عہد کا واقعہ اس نوع کی ایک نمایاں مثال ہے کہ عذاب الٰہی کی خبر دئے جانے کے باوجود جب قوم نے استغفار سے کام لیا تو یہ غیر متبدل سنت اللہ قوم اور عذاب الٰہی کے درمیان حائل ہو گئی۔

ساتویں امتیازی علامت

عذاب الٰہی کا ایک اور امتیاز یہ ہے کہ عذاب اس وقت تک انتظار کرتا ہے جب تک نبی ہلاک ہونے والی بستی چھوڑ کر نہ چلا جائے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡہِمۡ ؕ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمۡ وَ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۴﴾

(سورہ انفال آیت ۳۴)

اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز عذاب نہیں دے گا کہ تو ان کے اندر موجود ہو۔

ظاہر بات ہے کہ حوادث کسی کا انتظار نہیں کرتے۔ پس وہ حوادث جو کسی خاص وجود یا نیک لوگوں کی خاطر رکے رہیں اور اس بات کا انتظار کرتے رہیں کہ وہ ہلاک ہونے والی بستی کو چھوڑ دیں تو پھر یہ سرگرم عمل ہوں۔ مذہبی اصطلاح میں ایسے حوادث کو عذاب الٰہی کہا جاتا ہے۔

اس جہت سے جب ہم اس سوال پر نظر ڈالتے ہیں کہ انبیاء اور ان کی قومیں کس طرح عذاب کے چنگل سے بچ گئیں تو اس کا ایک جواب یہ سامنے آتا ہے کہ یا تو وقت سے پہلے خبردار ہونے کی بناء پر انبیاء اپنے ساتھیوں کو لے کر ہلاک ہونے والی جگہوں کو چھوڑ چکے تھے خود ان کی قوموں نے انہیں اپنے آبائی وطنوں سے جلاوطن کر دیا تھا۔ پس عذاب الٰہی اور

وقت آیا جب وہ ان بستیوں میں موجود نہ تھے۔

یہاں ضمناً اس اعتراض کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ زلزلے کے وقت کیوں بستی کو چھوڑ کر باہر باغات میں خیمہ زن ہو گئے۔ کم فہم معاندین بڑے تمسخر سے اس بات کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیم کی رو سے سنت انبیاء یہی چلی آ رہی ہے کہ عذاب کی خبر کے بعد اس سے بچنے کے ظاہری اسباب ضرور اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود انہیں ہر قسم کی پیش بندی کا ارشاد فرماتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ عذاب الٰہی کو خبر سن کر انبیاء عین بیچ مقام عذاب کے ڈیرہ ڈال لیں۔

عذاب کی بعض قسمیں ایسی بھی ہوا کرتی ہیں جن سے بچنے کے لئے بظاہر کوئی ظاہری ذریعہ اختیار نہیں کیا جاتا لیکن اس کے باوجود وہ عذاب الٰہی خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو ہلاک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس نوعیت کے عذابوں کے متعلق چونکہ انبیاء کو پہلے سے مطلع کر دیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جس حد تک انہیں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا ارشاد فرماتا ہے اس سے بڑھ کر وہ کوئی تدبیر اختیار نہیں فرماتے۔ پھر بھی وہ دشمن جو ہر طرح کی تدابیر اختیار کرنے پر قادر ہوتا ہے وہ تو عذاب کی زد سے بچ نہیں سکتا لیکن انبیاء اور ان کے ساتھی بعض نامعلوم محرکات کی بناء پر اس کی پکڑ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کی مثال تاریخ انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ملتی ہے جبکہ بنی اسرائیل کو صرف ایک احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کا ارشاد ہوا۔ یعنی خمیر کھانے سے روک دیا گیا۔ اسکے علاوہ کوئی اور ایسی تدبیر اختیار نہیں کی گئی جس کا صحف سابقہ یا تاریخ میں ذکر ملتا ہو۔ فرعون کی قوم اس کے برعکس ہر قسم کی وبائی امراض کے مقابلہ کے لئے تمام معلوم ذرائع اختیار کرنے پر آزاد تھی لیکن جب بعض وبائی بیماریوں نے جن کا تعلق خون سے تھا ان کی قوم پر حملہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے انہی لوگوں میں رہنے کے باوجود ان بیماریوں سے بچ گئے۔ اور فرعون کی قوم عموماً ان کا شکار ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اس کی مثال طاعون کے عذاب کی شکل میں ملتی ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

ایک اور اہم سوال

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے مخالفین اگر صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے اور نوح علیہ السلام کے منکرین کا نشان باقی نہیں رکھا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے والے نیل کی موجوں کی نذر ہو گئے اور داؤد علیہ السلام کے دشمنوں کی صف اگر لپیٹ دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو ان کے منکرین پر ایسا عظیم الشان غلبہ حاصل ہو گیا کہ وہ جو کبھی تعداد میں کم تھے وہ غالب اکثریت میں تبدیل ہو گئے اور وہ جو کبھی محکوم اور مظلوم تھے حاکم اور جابر بن گئے پھر کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں کے سرتاج اور سردار اور خاتم المرسلین ہیں آپ کی تائید میں عذاب الٰہی نے وہ معجزات نہ دکھائے کہ جو گزشتہ انبیاء کی تائید میں دکھا چکا تھا اور کیوں آج تک آپ کو اپنے مخالفین پر اتنا غلبہ بھی نصیب نہیں ہو سکا جتنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکرین پر حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو واقعہ صلیب کے چند سو سال کے اندر نصیب ہو گیا؟۔

اس کے جواب میں پہلا قابل توجہ امر یہ ہے کہ قرآن کریم نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ عذاب الٰہی کا مقصد بلا استثناء ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ مخالف قوم کلیۃً مٹا دی جائے۔ اگرچہ قرآن کریم بعض ایسی قوموں کا ذکر بھی کرتا ہے جن کے متعلق یہی فیصلہ ہو چکا تھا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے لیکن اسے قاعدہ کلیہ کے طور پر پیش نہیں کرتا۔ ہاں اگر قاعدہ کلیہ ہے تو صرف یہ کہ عذاب الٰہی کے نتیجہ میں انبیاء کی جماعتوں کو اپنے مخالفین کی جماعتوں پر لازماً غلبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس غلبہ کے بعد مخالف قوم کا ایک حصہ باقی رکھا جاتا ہے اور اس کے باقی رکھے جانے میں بھی ایک عذاب کا پہلو ملتا ہے۔ دنیا میں متعدد ایسی خانہ بدوش قومیں ملتی ہیں جو سخت ذلت اور رسوائی کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اگر ان کی تاریخ کا تتبع کیا جائے تو بعید نہیں کہ اس خطہ زمین کے کسی صاحب جلال نبی کے انکار کے نتیجہ میں ان کے ابتدائی مولد و مسکن پر لعنت کی گئی اور وہ اس قوم کے لئے عبرت کا نشان بن کر پیچھے چھوڑ دی گئی ہوں۔ لیکن یہ کوئی تحقیق شدہ مسئلہ نہیں محض ایک امکان ہے جہاں تک ٹھوس تاریخی حقائق کا تعلق ہے قرآن کریم اس ضمن میں یہود کی مثال پیش کرتا ہے۔ چنانچہ یہود کا باقی رکھا جانا اس طرز عذاب کی ایک مثال ہے اور قرآن کریم کی پیش گوئی کے مطابق ان کی ذلت اور رسوائی کی کہانی کو قیامت تک زندہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ قرآن کریم اس ضمن میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی خبر دے دی گئی تھی کہ۔

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران ۵۶)

ترجمہ۔ میں تیرے ماننے والوں کو تیرے منکرین (یہود) پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ پیش گوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے تین سو سال کے اندر نہایت شاندار رنگ میں پوری ہو گئی اور آج تک قرآن کریم کی صداقت پر ایک زندہ نشان بنی ہوئی ہے۔ عجیب بات ہے کہ اناجیل یا عہد نامہ جدید میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ ایک ایسی اہم اور شاندار پیش گوئی تھی کہ بائبل کو اولیٰ طور پر اس کا ذکر کرنا چاہئے تھا۔ تاہم بائبل خاموش رہی اور قرآن کریم نے اس کا ذکر فرما دیا۔ اور اس وقت سے آج تک دنیا کی تاریخ قرآن کریم کے اس بیان کی تصدیق کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہاں ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عذاب الٰہی کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ کسی قوم کی ذلت اور مغلوبیت کی حالت میں مغضوب علیہم بنا کر قیامت تک زندہ رکھا جائے۔

پھر ایک ضمنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عہد حاضر میں ایک مسلمان علاقے میں یہود کو غلبہ کیوں نصیب ہوا اور کیوں عالم اسلام کے عین وسط میں ان کو ایک ظالمانہ حکومت قائم کرنے کی توفیق ملی؟۔ اس سوال پر تفصیلی بحث کا تو یہ موقعہ نہیں البتہ اشارۃً یہ کہنا کافی ہوگا کہ قرآن کریم میں پہلے ہی سے اس عارضی غلبے کی بھی پیش گوئی موجود ہے اور اس کا ایک مقصد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہود پر اور اہل دنیا پر یہ بات روشن کر دی جائے کہ اس قوم کو قیامت تک "مغضوب علیہم" بنانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم اور تعدی کا فیصلہ نہیں تھا بلکہ یہ قوم اپنی سرشت کے لحاظ سے اس حد تک بگڑ چکی ہے اور ان کے دل ایسے سخت ہو چکے ہیں کہ اگر انہیں کبھی غلبہ نصیب ہو تو انتہائی ظلم اور سفاکی پر اتر آئیں گے۔ لہٰذا یہ اس قابل نہیں رہے کہ انہیں کبھی دنیا کی سرداری بخشی جائے۔

اب ہم اصل سوال کی طرف واپس آتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین پر کیوں ایسا عذاب الٰہی نازل نہ ہوا جو ان کو کلیۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابل پر مغلوب کر دیتا۔ اگر آپ تمام بنی نوع انسان کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے تو محض عرب قوم پر غلبہ عقل کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ آج جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کو چودہ سو برس ہونے کو آئے۔ حالت یہ ہے کہ دوسری قومیں تو الگ رہیں صرف عیسائی قوم کے مقابل پر بھی مسلمان ہر لحاظ سے مغلوب نظر آتے ہیں۔ آج عیسائیوں کو ان پر عددی اکثریت بھی حاصل ہے۔ اموال کا غلبہ بھی نصیب ہے اور سیاسی غلبہ بھی نصیب ہے اور عسکری قوت کا غلبہ بھی نصیب ہے۔ اسی طرح علمی، تمدنی اور معاشرتی طور پر بھی دنیا میں عیسائی قومیں غالب اور مسلمان اقوام مغلوب دکھائی دے رہی ہیں۔

اس سوال پر غور کرتے ہوئے سب سے پہلے اس مسئلہ کو حل کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو جو غلبہ کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ اس کی مدت کیا ہونی چاہئے۔ جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ کتنے عرصے میں غلبہ ہونا چاہئے اس وقت تک اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس پہلو سے جب انبیائے گزشتہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اگرچہ غلبہ ایک آخری اور قطعی نتیجہ کے طور پر واضح طور پر دکھائی دیتا ہے لیکن کوئی معین مدت ایسی نظر نہیں آتی جو اس بارہ میں رہنما اصول کا کام دے سکے۔ عیسائیت کے غلبے کو ہی لیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوے کے بعد تقریباً تین سو سال تک عیسائیت ایک ابھرتی ڈوبتی اور پھر ڈوبتی اور ابھرتی ہوئی ناؤ کی طرح دکھائی دیتی ہے جس کا مستقبل غیر یقینی نظر آتا ہے۔ ایسے ایسے ادوار بھی عیسائیت پر آئے کہ قوی اور ظالم دشمن سے بظاہر کلیۃً مغلوب ہو کر زیر زمین غاروں میں پناہ لینی پڑی۔ اصحاب کہف کی یادگار وہ غاریں آج بھی یورپ میں موجود ہیں جن کا زیر زمین سلسلہ میلوں میل تک پھیلا ہوا ہے جنہیں "کیٹا کومب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے راستے اتنے پیچیدہ اور اندھیرے ہیں کہ آج کے جدید روشنی کے سامانوں کے باوجود بڑی احتیاط کے ساتھ قافلوں کی صورت میں زائرین راستہ دکھانے والوں کے پیچھے چل کر معائنہ کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود کئی زائرین راستہ بھٹک کر ان پیچ در پیچ ظلماتی راستوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہی ظلماتی راہیں کبھی موحد اور مظلوم عیسائیوں کے نور سے روشن تھی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے بالائے زمین خطرات کو ان زیر زمین خطرات سے بہت زیادہ بھیانک پایا اور بسا اوقات سال ہا سال کا عرصہ انہی غاروں میں بسر کر دیا لیکن یہ پسند نہ کیا کہ قوی دشمن کے خوف سے اپنے دین کو تبدیل کر دیں۔ سطح زمین پر جیسے جیسے رومن تاریخ کروٹیں بدلتی رہی ویسے ویسے ہی عیسائی اقوام کبھی باہر نکل کر کھلے آسمان تلے دم لے لیتیں۔ اور کبھی پھر غاروں میں پناہ گزیں ہو کر ایک نیم خوابیدہ سی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتیں۔ یہ دور اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ عذاب کی مختلف شکلوں نے پے در پے صدمے پہنچا کر عظیم سلطنت روما کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور آخر دنیا نے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھا کہ عیسائیت ان غاروں سے نکل کر ترقی کے بلند و بالا میناروں کی زینت بن گئی اور آج ان اقوام کی تعمیر کردہ سربفلک عمارتیں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ غیر معمولی بلندی کی وجہ سے انہیں "سکائی سکریپرز" کا نام دیا گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ وہ لوگ جو کبھی خدا تعالیٰ کے پیغام کے لئے سطح زمین پر نہ بس سکتے تھے اور بالائے زمین کھلی فضاء میں رہنے کی بجائے انہوں نے محض خدا کی خاطر زیر زمین گہری اور تنگ و تاریک غاروں میں رہنا پسند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری رفعتیں بھی ایسی عطا کیں کہ ان کی عمارتیں ہی نہیں وہ خود بھی آسمان سے باتیں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی ان کے قدم چاند کی سرزمین کو روندتے ہیں اور کبھی ان کے راکٹ مارس کی بلندیوں کو سر کر لیتے ہیں۔ پس جہاں تک واقعات کا تعلق ہے گو ہر دنیاوی معیار کے لحاظ سے یہ بات ناقابل فہم اور ناممکن دکھائی دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد تین صدیوں کے کمزور عیسائی کسی وقت دنیا پر ایک عظیم غلبہ حاصل کر لیں گے اور سماء الدنیا پر پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ لیکن واقعات اس ناممکن تصور کو ممکن بنا کر دکھا رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اور اگر غیر قومیں ان کے پیغام کو بزور شمشیر دبانے کی کوشش نہ کرتیں تو ممکن ہے کہ عیسائیت محض بنی اسرائیل تک ہی محدود رہتی سوائے اس کے اپنے ترقی کے سفر کے دوران اپنے دائیں بائیں وقتاً فوقتاً کچھ پگڈنڈیاں بنا لیتی لیکن لاغلبن انا و رسلی کے اٹل قانون سے جب غیر قوموں نے ٹکر لی تو وہ خائب و خاسر ہو کر کلیۃً مغلوب ہونے پر مجبور کر دی گئیں۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں اور یہ حقیقت اپنی جگہ قائم رہتی ہے اور یہ عہد نامہ جدید سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ عیسائیت ایک محدود قوم اور خاص نسل کے لئے ایک معین وقت

لئے پیغام حیات مقرر کی گئی تھی اور اس کا مشن فی ذاتہ کبھی بھی عالمی مشن مقرر نہیں ہوا۔ چنانچہ عہدنامہ جدید میں اشارۃً بھی اس بات کا ذکر نہیں ملتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا پیغام کل عالم اور ہر زمانہ کے لئے تھا۔

پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر "رسولاً الی بنی اسرائیل" کو غلبہ کے لئے تین سو سال درکار تھے بلکہ تین سو سال کے بعد بھی غلبہ کامل نہیں ہوا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ غلبے کی تکمیل کے سامان پیدا ہو گئے تو وہ رسول جس کا دعویٰ ہی یہ ہو کہ "یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" کہ اے بنی نوع انسان! میں تم سب کے لئے خواہ مشرق میں بسنے والے ہو یا مغرب میں، سفید قوموں سے تعلق رکھتے ہو یا سرخ یا گندم گوں یا زرد یا سیاہ فام، میں تم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اتنے بڑے اور عظیم الشان مقصد کے حصول کے لئے اور اس عظیم پیغام کے تمام دنیا پر مکمل طور پر غالب آنے کے لئے تین سو سال کے مقابلہ پر نسبتاً ایک زیادہ لمبا زمانہ مقرر ہونا چاہئے۔ قرآن وحدیث کی طرف جب ہم رہنمائی کے لئے رجوع کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا غلبہ دو ادوار میں منقسم کر دیا گیا ہے

پہلا دور یعنی اسلام کے اولین غلبہ کا دور شان محمدی سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر اس وقت تک ممتد ہے جب اسلام کے لئے یہ مقدر تھا کہ اس کے غلبے کی پہلو رو رک کر بائیں بہ انحطاط ہو جائے گی اور اسلام کو ایسے خطرناک ایام کا منہ دیکھنا پڑے گا جو دنوں کی نسبت راتوں سے زیادہ مشابہ ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت اور جلوہ نمائی کے ساتھ پھر فضل عظیم لے کر آئے گا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ پھر اپنی ملی شان میں آخرین (سورہ جمعہ ۳،۴) میں مبعوث کرے گا۔ تاکہ آپ کے نقش قدم پر قدم بقدم چلنے والا مہدیؑ دوبارہ ان کے دلوں کو ایمان سے منور کر دے اور اگر ایمان ثریا تک بھی اٹھ چکا ہو تو ثریا سے اتار کر اس کی شمعیں مسلمانوں کے سینوں میں روشن کر دے۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ انکشاف فرمایا کہ اسلام کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کر دیا جائے گا۔ تو ایک صحابیؓ نے سوال کیا کہ ایسا کب ہو گا؟۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس وقت ہو گا جب مسیح نازل ہو گا۔ وہ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا اور حکم اور عدل بن کر (قوموں، مذاہب اور فرقوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے) آئے گا۔

مندرجہ بالا کی روشنی میں یہ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مکمل غلبہ سے قبل ہی اسلام کا رو بہ تنزل ہو جانا کوئی ایسی علامت نہیں جو اسلام کی آخری شکست اور ناکامی کی غمازی کر رہی ہو بلکہ یہ ایک درمیانی کیفیت ہے جس کا غلبہ سے پہلے ظاہر ہونا شروع ہی سے مقدر تھا۔ جس طرح پہلی قوموں پر اونچ نیچ کے حالات آتے رہے لیکن آخری، قطعی اور اٹل فیصلہ پر اثرانداز نہ ہو سکے اسی طرح اسلام پر انحطاط کا یہ دور خواہ کیسا ہی ہولناک نظر کیوں نہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چودہ سو سال قبل کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک عارضی کیفیت سے بڑھ کر کوئی اور معنی نہیں رکھتا۔ اس کا دور ہو جانا ایک اٹل تقدیر ہے جسے دنیا کو کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔ پس پہلے ہی سے یہ خبر دے دی گئی تھی کہ اس وقت جب آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت آئے گا تو مسلمان کو دوبارہ مسلمان بنایا جائے گا۔ اور عیسائیت پر اسلام کی یورش کا آغاز ایک ایسے فتح نصیب جرنیل کی قیادت میں کیا جائے گا جو مسیح کا نام پاکر جھوٹے صلیبی مذہب کے دلائل کو پارہ پارہ کر دے گا اور مغربی تہذیب کا قلع قمع کرے گا۔ جب ان پیشگوئیوں کی طرف نظر اٹھتی ہے تو دل اس بات پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ جب انحطاط کی خبر لفظاً لفظاً اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ پوری ہو گئی تو بلاشبہ ادیان عالم پر ایک عالمی اور کامل غلبہ کی خوش خبری بھی اس کے بعد جلد پوری ہونے والی ہے۔ ایک انگریزی شاعر نے اس مضمون کو ایک مصرعے میں یوں بیان کیا ہے کہ:۔

(If winter comes, can spring
be far behind)

یعنی اگر خزاں آگئی ہے تو بہار آنے میں بھلا کیا دیر ہو گی۔

پس جس خبر صادق نے خزاں کے آنے کی خبر دی تھی اس نے بعد میں آنے والی بہار کی بھی تو خوش خبری دی ہے۔ پھر جیسے خزاں کی خبر پوری ہو گئی ویسے ہی بہار کی بھی خبر بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

مذکورہ بالا بحث سے اگرچہ قارئین کو یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ عیسائیت کے تین سو سال کے مقابل پر اسلام کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اور تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے کتنی مدت درکار ہے لیکن یہ امر تو بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ اس مدت کا تعلق امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے ظہور سے ضرور ہے اور امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے ظہور کا واقعہ ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے یعنی ایک ایسے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جو اس موڑ پر نصب ہے جہاں سے رفعتوں سے اتر کر تنزل کی طرف جانے والی ایک راہ نے یکدم ایک بلند ہوتی ہوئی شاہراہ میں تبدیل ہو جانا تھا۔ دوسروں کے لئے یعنی ان کے لئے جو مسلمان تو ہیں مگر جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے یہ مدت غیر معین چلتی چلی آرہی ہے۔ لیکن احمدی جو ایک ایسے دعویدار پر ایمان لے آئے ہیں۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں مہدی زماںؑ اور مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا ان کے لئے یہ مدت واضح طور پر معین ہو کر سامنے آچکی ہے اور ان کے نزدیک ظہور اسلام کے بعد چودھویں صدی اسلام کے عالمگیر غلبہ کی تیاری کی صدی ہے۔

اصل مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے ایک دفعہ پھر ہم اس سوال کو لیتے ہیں کہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین پر یعنی دنیا کے تمام ادیان غیر پر آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو غلبہ حاصل نہیں ہوا اور کیوں اس کے باوجود عذاب الٰہی نے انکار کرنے والی قوموں کو ہلاک کر کے ان کا نشان دنیا سے مٹا نہیں دیا؟۔

اس سوال کے دو حصے ہیں اول یہ کہ اسلام کو کیوں دور اول ہی میں غلبہ نصیب نہیں ہوا۔ اس کا ایک جواب تو پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی علاقائی یا قومی نبی نہیں تھے بلکہ آپ کا پیغام تمام دنیا کے لئے تھا اور تمام بنی نوع انسان کو دین واحد پر جمع کرنا آپ کا مقصود تھا۔ اس لحاظ سے کامل غلبہ اسی وقت مقدر ہو سکتا ہے جب دنیا کے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کے ظاہری اسباب بھی مہیا ہو چکے ہوں۔ طلوع اسلام کے وقت ابھی یہ سامان مہیا نہ تھے بلکہ خطہ ارض کا ایک وسیع حصہ جسے ہم نئی دنیا کہتے ہیں ابھی تک دریافت نہیں ہوا تھا۔ اس وقت اگر بظاہر معلوم دنیا پر کامل غلبہ ہو بھی جاتا تو قریباً آدھی دنیا ایسی پڑی رہ جاتی جو اسلام کے نور سے نا آشنا رہتی۔ اس کے علاوہ اس زمانے میں مواصلات اور باہمی رابطے کے ایسے ذرائع ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے جن کے نتیجہ میں تمام انسانوں کو ایک عالمی برادری کی صورت میں جمع کیا جا سکتا۔ ان امور کے پیش نظر یقیناً غلبہ آخر کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے تھا جبکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق فاصلوں کی دوری مٹ جاتی اور پہاڑوں، بیابانوں اور وسیع سمندروں کی قدرتی فصیلیں عملاً اس طرح زائل ہو جاتیں کہ بین الاقوامی روابط کی راہ میں حائل نہ ہو سکتیں۔ اس پہلو سے جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں کثرت سے ایسی پیش گوئیوں کا ذکر پاتے ہیں جس میں انسان کی دور آخر کی ترقیات کا ذکر پایا جاتا ہے۔ کہیں تیز رفتار سواریوں کا ذکر ملتا ہے اور کہیں انسانوں کے باہم ایک دوسرے کے ساتھ مل جانے کا تذکرہ ہے۔ کہیں کتب و رسائل کی بکثرت اشاعت کی پیش گوئی کی گئی ہے جس کے ذریعہ انسان ایک دوسرے کو بآسانی خیالات و نظریات پہنچا سکتا ہے۔ پھر ایسی پیش گوئیاں بھی موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ایسے سمندر آپس میں ملا دیئے جائیں گے جن کے درمیان نزول قرآن کے وقت خشکی کی دیوار حائل تھی۔ ان پیش گوئیوں پر غور کرتے ہوئے انسان طبعاً یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ غلبہ آخر کے وقت سے قبل یہ علامات ظاہر ہو چکی ہونگی یا اس دور میں تیزی کے ساتھ ترقی پذیر ہونگی۔ پس جب بھی انسان ان علامات کو ظاہر ہوتے دیکھے تو اسے توقع رکھنی چاہئے کہ اس امام کا ظہور بھی نزدیک ہے جس نے ادیان باطلہ پر اسلام کو غالب کرنے کی آخری تحریک چلانی تھی۔

سوال کے دوسرے حصے کا تعلق اس بات سے تھا کہ اگر مکمل غلبہ نصیب نہیں ہو سکا تو عذاب الٰہی نے کیوں مخالف قوموں کو نابود نہ کر دیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غلبہ کے دو ادوار مقدر تھے تو عذاب الٰہی کے بھی دو ہی ادوار مقدر ہونے چاہئیں تھے۔ ایک دور اول اور ایک دور آخر۔ عقل اس بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کر سکتی کہ آخری غلبہ تو کئی بعد کے زمانے کے لئے مقدر ہو لیکن عذاب الٰہی اس زمانے کا انتظار کئے بغیر قوموں کی صف لپیٹ دے۔ پس غلبہ اس عہد آخر میں مقدر ہے تو عذاب الٰہی کا ایک دور بھی اس آخری زمانے سے منسلک ہونا چاہئے۔ قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور متعدد آیات اس طرف دلالت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین پر آخری حجت پوری کرنے کے لئے بہت سے نشانات اور عذاب مقدر ہیں جن میں سے بعض کا تعلق آگ سے ہے اور بعض زلزلوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض اپنی وسعت اور قوت میں ایسے عظیم الشان ہونگے جو پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی عظیم الشان اور قوی ہیکل قوموں کو آن واحد میں ملیامیٹ کر دیں گے اور ان کی عظمتیں خاک میں مل جائیں گی۔ یہاں تک کہ یا تو وہ ایمان لانے پر مجبور ہوں گے یا عملاً اس دنیا سے نابود کر دیئے جائیں گے۔ غرضیکہ وہ روکیں جو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت سے محروم رکھے ہوئے تھیں وہ راہ سے ہٹ جائیں گی۔ سورہ طٰہٰ میں اس نوعیت کے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان قوموں کو تمثیلی زبان میں پہاڑ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝
فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝
لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝
يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ
الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝

(طٰہٰ ۱۰۶ - ۱۰۹)

ترجمہ۔ وہ تجھ سے پہاڑوں کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ میرا رب ان کو اکھاڑ کو پھینک دے گا اور ان کو ایک ایسے چٹیل میدان کی صورت میں چھوڑ دے گا کہ نہ تو تو اس میں کوئی موڑ دیکھے گا اور نہ کوئی اونچائی۔ اس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چل پڑیں گے جس کی تعلیم میں کوئی کجی نہ ہوگی اور رحمٰن (خدا کی آواز) کے مقابلہ میں (انسانوں کی) آوازیں دب جائیں گی۔ پس تو سوائے کھسر پھسر کے کچھ نہ سنے گا۔

اس آیت کے مضمون کا تعلق قیامت کبریٰ اور اخروی دنیا کے واقعات سے نہیں بلکہ اسی دنیا کے واقعات سے ہے۔ اگر یہ مراد لی جائے کہ پہاڑوں کا مٹایا جانا اس وقت ہوگا جبکہ ظاہری قیامت آئے گی اور دنیا کی ہر چیز صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائے گی۔ تو "یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہٗ" کے کوئی معنی نہیں بنتے کیونکہ اس دن اہل دنیا ایسے بلانے والے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کرنی شروع کر دیں گے۔ جس کے کردار میں اور جس کی تعلیم میں کوئی کجی نہیں۔ ظاہری بات ہے کہ جس وقت ظاہری پہاڑ اڑائے جا رہے ہونگے اور ظاہری زمین چٹیل بنائی جا رہی ہوگی۔ اس وقت

بھلا انسان کس شمار میں ہوگا کہ وہ اس قیامت کے درمیان نہ صرف زندہ رہے بلکہ روزمرہ کے معمول کے مطابق اپنے اپنے سیاہ و سفید کا مالک ہو اور جس دین کو چاہے رد کرے اور جس دین کو چاہے اختیار کرے۔

پس یومئذٍ یتبعون الداعی کے مضمون نے واضح کر دیا کہ جن پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کیا جانا تھا وہ کوئی ظاہری پہاڑ نہیں بلکہ اسلام کی راہ میں حائل وہ عظیم قومیں ہیں جو پہاڑوں کی طرح قوی ہیکل اور مستحکم نظر آئیں گی اور اسلام کی راہ روکی کھڑی ہوں گی۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی پہاڑوں کا ذکر تمثیل کے طور پر آتا ہے لیکن یہاں اس کی تفصیلی بحث کا موقع نہیں بہرحال ایک بات تو واضح ہے کہ جن پہاڑوں کے ملیامیٹ کئے جانے کا ذکر ہے ان کے ساتھ اشاعتِ اسلام کا براہ راست تعلق ہے۔ اس وقت عالم اسلام زبانِ حال سے یہ سوال کر رہا ہوگا کہ ان پہاڑوں کا کیا بنے گا اور کیسے اسلام ان عظیم قوموں پر غالب آئے گا جو اپنی کثرت کے لحاظ سے بھی مسلمانوں پر غالب ہیں دولت کے لحاظ سے بھی اور علمی و سیاسی برتری کے لحاظ سے بھی۔ پس آج جبکہ ہر حال میں مسلمان ان کا دستِ نگر ہو چکا ہے یہاں تک کہ ان کی بگڑی اور کرم خوردہ تہذیب کو بھی اپنائے چلا جا رہا ہے تو کیسے اسلام اور اسلامی اقدار ان عظیم قوتوں پر غالب آئیں گی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اے میرے رسول تو ان سے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ان پہاڑوں جیسی سربلند اور مغرور قوموں کو خاک میں ملا دے گا اور ان کے تکبر کی گردنیں توڑ دے گا وہ ریزہ ریزہ کر کے چٹیل میدان کی طرح زمین کے ساتھ ہموار کر دی جائیں گی تب عاجزی اور انکساری کے اس مقام پر اترنے کے بعد وہ اس لائق ہوں گی کہ تیری پیروی کریں یعنی تیری اس تعلیم کی پیروی کریں جس میں کوئی سقم اور کجی نہیں۔

قرآن کریم میں اور بھی بہت سے مقامات پر جن کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے ایسے عذابوں کا اشارہ ملتا ہے جن کا دورِ آخر سے تعلق ہے لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب چودہ سو سال کے عرصے میں دنیا ان چیزوں کو بھلا بیٹھی اور صدیوں پہلی کی تنبیہات نقش کالعدم کی طرح انسانی ذہنوں سے مٹ چکی ہیں تو پھر کیا اللہ تعالیٰ کا عذاب بغیر کسی تنبیہ کے زمانے کو پکڑے گا؟۔ اس سوال کا جواب بھی عملاً اوپر گزر چکا ہے اور یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ عذابِ الٰہی کے نئے دور سے پہلے اس امام کا ظہور مقدر تھا جس نے از سر نو دنیا کو آنے والے کڑے وقت سے خبردار کر دینا تھا۔

یہ خبر کس طرح دی اور آنے والے عذاب کی کیا تفاصیل بیان کیں اور کس حد تک یہ خبریں پوری ہو چکی ہیں اور کس حد تک پورا ہونا ابھی باقی ہے یہ وہ امور ہیں جن کو ہم آئندہ قسطوں میں بحث کریں گے۔

جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اس دنیا کے موجودہ بے پناہ مصائب و تکالیف کا یہ نہ ختم ہونا ہوا سلسلہ کوئی عام روزمرہ کے واقعات کی زنجیر نہیں بلکہ عذابِ الٰہی کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی سے ان امور کے متعلق باخبر کر دیا تھا اور بڑی واضح اور بیّن پیشگوئیوں کے ذریعے اہل دنیا کو متنبہ کر دیا تھا کہ اسلام کے غلبۂ نو کا دور شروع ہو چکا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امن بخش تعلیم کے سامنے دنیا نے سرِ تسلیم خم نہ کیا تو اللہ تعالیٰ پے در پے عذابوں سے اس دنیا کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر خواب غفلت سے بیدار کرے گا۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور ختم نہ ہوگا جب تک کہ اسلام کو آخری اور قطعی عالمگیر غلبہ نصیب نہ ہو جائے۔

ولادت:- خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ماہ ستمبر میں دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "تصور احمد" تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم چوہدری سعید احمد صاحب مرحوم درویش کا پوتا ہے اور مکرم دادا بھائی صاحب مرحوم ہبلی کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری مسعود احمد جبار کارکن پریس قادیان)

تبلیغی و تربیتی مساعی

سیتاپور میں آنکھوں کا مفت کیمپ

۹ / اکتوبر کو ضلع سیتاپور کی احمدی جماعتوں برہانہ پور و محی الدین پور میں لکھنؤ کے احمدی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے آنکھوں کا مفت طبی کیمپ لگایا جس سے مختلف مذاہب کے لوگوں نے استفادہ کیا۔ محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے نابینا افراد میں رقم تقسیم کی گئی۔

کلکتہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم و دیگر تربیتی جلسے

صدر شعبہ اسلامی ہسٹری و کلچر کلکتہ یونیورسٹی کی شرکت

کلکتہ:- ۲۸ / اگست کو احمدیہ ہال میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم محترم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر عثمان غنی صاحب ڈی لٹ صدر شعبہ اسلامی ہسٹری و کلچر کلکتہ یونیورسٹی نے شرکت کی۔

۴ / ستمبر کو احمدیہ مشن ہاؤس میں لجنہ اماء اللہ نے بھی جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد کیا جس میں کثیر تعداد میں ناصرات و مستورات نے شرکت کی۔

اسی طرح ۲ / ۳ / اگست کو کھون ڈانگہ میں تبلیغی جلسے ہوئے مقامی ہندو دوستوں نے جلسہ کے لئے سینما گھر وقف کر دیا گیلری و ہال مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جلسے انتہائی کامیاب رہے اخبارات کے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی نے بھی خبریں نشر کیں۔

کالیکٹ میں دومنزلہ لائبریری "دار البلاغ" کا افتتاح

مسجد احمدیہ کالی کٹ کے سامنے وسیع گراؤنڈ کے دائیں طرف تعمیر شدہ دومنزلہ خوبصورت عمارت کی بالائی منزل میں لائبریری اور نیچے کے ہال میں دار المطالعہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حضور انور نے اس لائبریری کے دار البلاغ کا نام تجویز فرمایا۔ لائبریری کی عمارت اور فرنیچر کے جملہ اخراجات ایک مخلص احمدی کو صاحب نے ادا کئے ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ

افتتاحی تقریب ۸ / اکتوبر کو شام ۴ بجے محترم صوبائی امیر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد اے ایم سلیم صاحب نے لائبریری کا پس منظر بتاتے ہوئے مختلف علوم اور مضامین پر مشتمل قیمتی کتب ارسال کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ صدارتی خطاب کے بعد محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے اسلام میں لائبریری کی اہمیت اور جماعت کی عالمگیر سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

کالیکٹ یونیورسٹی کے صدر شعبۂ لائبریری سائنس ٹی اے ثریا انور پروفیسر مہمانِ خصوصی نے اس موقع پر اس کثرت سے علم دوست احباب کے جمع ہونے اور جماعت احمدیہ کے علم سے لگاؤ و تعلق پر حیرت اور خوشنودی کا اظہار فرمایا اس موقع پر دیگر تقاریر کے ساتھ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے قرآن مجید کے حوالے سے لائبریری کی اہمیت پر روشنی ڈالی مکرم اے۔ ایم بشیر احمد سیکرٹری تبلیغ نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ بعدہٗ محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے دار البلاغ کا افتتاح فرمایا۔

اس تقریب کی رپورٹ کیرلہ کے تمام اخبارات نے شائع کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لائبریری اور دار المطالعہ کو نافع الناس بنائے

ولادت:- اللہ تعالیٰ نے محترمہ ذاکرہ صدیقہ و عزیزم منیر احمد صاحب ابن محترم فخر الدین صاحب مالاباری درویش مرحوم کو ۱۴ / نومبر ۱۹۹۴ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "بشریٰ منیرا" نام تجویز فرمایا ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ (ڈاکٹر صلاح الدین دفتر درویش قادیان)

بقیہ صفحہ ۴

بعنوان "عظیم الشان نشان آسمانی کسوف و خسوف" محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے بعنوان "برکات دعا" تقاریر کیں جب کہ محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے "خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر درس دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات

اختتامی تقریب شام ۶ بجے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ عزیز حافظ مخدوم شریف صاحب کی تلاوت کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام و اطفال کا عہد دہرایا۔ اور عزیزم ابن شفیق احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی ازاں بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے حسن کارکردگی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کے نمائندوں، بعض مستعد مجالس و خدام کو بھی خصوصی انعامات دیئے۔ جب کہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی خدمت میں ایک یادگار ٹرافی پیش کی۔ امسال بہترین داعی الی اللہ اور سب سے زیادہ نمائندگی کرنے والی بیرونی مجالس کے صوبائی قائد صاحب کے لئے بھی انعامات مقرر کئے گئے تھے جو کہ علی الترتیب مکرم عبد الرؤف صاحب صوبائی قائد مجالس خدام الاحمدیہ بنگال اور مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب نائیک قائد علاقائی کشمیر نے حاصل کیا۔

تقسیم انعامات کے بعد مجلس اطفال الاحمدیہ رشی نگر کے اطفال نے ترانہ پیش کیا۔ بعدہٗ مکرم نور الدین بشیر احمد صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے اس موقعہ پر اجتماع کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے تعاون کرنے والے سرکاری و جماعتی ادارہ جات نیز منتظمین و معاونین کا شکریہ ادا کیا۔

خطاب محترم ناظر صاحب اعلیٰ

محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ خدام الاحمدیہ کے ۲۵ ویں سالانہ اجتماع کی کارروائی نہایت حسن و خوبی سے اختتام پذیر ہو رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ محنت کوشش اور دعاؤں کے نتیجہ میں خدا کے افضال نازل ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بنیادی چیز خدا تعالیٰ سے محبت اور سچا تعلق قائم کرنا ہے جب خدا کا قرب حاصل ہوگا تو اس کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ بھی ضرور پیدا ہوگا۔ اس کے لئے سب سے بڑا اور اہم ذریعہ عبادت ہے۔ عبادت کی ایک شکل تو نماز، روزہ ہے اور دوسرے خدا کے دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے پروگراموں کے ساتھ نمازوں کی طرف بھی خصوصی توجہ کی جائے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے آنمحترم نے فرمایا کہ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں جن کی تعلیم و تربیت کے لئے خدام الاحمدیہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے صحت نیت اور تقویٰ بہت ضروری ہے سچی خدمت کرنے والوں کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا۔

آخر پر موصوف نے فرمایا کہ سب سے بڑے اور سچے خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام ہیں جو دن رات خدا اور مخلوق خدا کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور امام وقت ڈھال ہوتا ہے اس کے پیچھے رہ کر اپنی خدمت کا حصہ ڈالیں۔ اختتامی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ اجتماع کی کارروائی نہایت حسن و خوبی سے ختم ہوئی۔

اس تاریخی موقعہ پر مقامی خدام کے علاوہ درج ذیل مجالس و مقامات سے ۲۳۲ خدام و اطفال نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

کالیکٹ۔ وانیمبلم۔ کوڈیا تھور۔ چنتہ کنٹہ۔ شموگہ۔ سکندر آباد۔ مرشد آباد۔ رانی (کانگڑہ) بہار پور پرگنہ (W.B)۔ حیدر آباد۔ کیرنگ۔ یادگیر۔ سورت۔ ناصر آباد۔ کیرا بانسرا۔ کلکتہ۔ بسنت پور۔ بنگلور رشی نگر۔ پالگھاٹ۔ چار کوٹ۔ کالابن لوہارکہ۔ بڈھانوں۔ کوچین۔ بالسو۔ کوٹ پلہ۔ آسنور۔ دہلی۔ یاری پورہ۔ چک امرچہ۔ کوڈالی۔ کروِ لائی۔ راٹھہ۔ جالندھر۔ پونچھ جھال پور (امرتسر) پٹیالہ گاؤں۔ سری نگر۔ گاگرن۔ کالیکی۔ پودا نگری۔ سیدھ چک۔ رتہ (پنجاب) کٹڑکہ۔ راجستھان۔ دعوال ساہی کینانور۔ ٹونک۔

مجلس شوریٰ و انتخاب صدر مجلس

مورخہ ۲۳/۱۰/۹۴ کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ کی صدارت میں تلاوت و عہد کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے انتخاب کی کارروائی عمل میں آئی جس میں مختلف مجالس کے ۱۱۱ نمائندگان نے شرکت کی ازاں بعد محترم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی کی زیر صدارت مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔

اسی روز اجتماع گاہ میں ایک دلچسپ مجلس مشاعرہ بھی منعقد ہوئی جس میں نظامت کے فرائض مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے حسن و خوبی انجام دیئے۔

اجتماع کے تینوں روز بک سٹال لگایا گیا۔ تینوں روز مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے کیا اسی طرح صبح کے وقت چائے اور لوازمات سے مہمانان کی ضیافت کی گئی جملہ حاضرین جلسہ کے لئے بھی صبح شام چائے کا بہترین انتظام کیا گیا۔

منارۃ المسیح اور مرکزی مساجد پر تینوں روز چراغاں کیا گیا جبکہ خدام نے اپنے اپنے گھروں میں چراغاں کیا اجتماع کی خبر دور درشن جالندھر اور نیشنل نیوز میں بھی نشر کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس میں حصہ لینے والے اور تعاون کرنے والے تمام افراد کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین ۔

بقیہ صفحہ ۳

قادیان ہی وہ مرکز ہے جس کی دو مساجد بھی خدا کے نشانوں میں سے عظیم الشان نشان ہیں ان میں سے مسجد مبارک کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ۔ مبارک و مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔

پس قادیان ہی ہمارا مرکز ہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی خدا نے اس جگہ سے چشمۂ ہدایت کو جاری کیا۔ موعود اقوام عالم جری اللہ فی حلل الانبیاء کو اس چھوٹی سی بستی میں سے چنا۔ اور اس مقام کی بہت سی جگہوں کو فوق العادت برکت دی۔ اسی مقام سے دنیا میں ہدایت کی کرنیں ظلمت کو مٹا کر نور کو پھیلائیں گی۔ انشاء اللہ۔

اے خدا تعالیٰ! تو ہم سب کو ان لوگوں میں سے بنا جو تیرے اس منشاء کو پورا کرنے والے ہوں۔ اور قادیان کی مقدس بستی کی زیارت اور دعاؤں کے لئے آنے والوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ٭

دعائے مغفرت

افسوس مکرم محمد عثمان صاحب صدر جماعت احمدیہ سورب (کرناٹک) بعمر ۸۷ سال قضائے الٰہی سے ۱۲/۵/۹۴ کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اسی روز بعد نماز جنازہ احمدیہ قبرستان سورب میں آپ کی تدفین ہوئی۔ لمبا عرصہ آپ نے صدر جماعت احمدیہ سورب کی خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم نہایت متقی صوم و صلوٰۃ کے پابند اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے غرباء کی ہمدردی اور مہمان نوازی کی صفت نمایاں تھی۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے (اعانت ۲۵/-) (فیض احمد درویش ننگل قادیان)

٭ افسوس! جماعت احمدیہ کیرنگ کے ایک بہت ہی مخلص اور امانت دار خادم محترم آفتاب الدین خان صاحب سیکرٹری مال مورخہ ۱۹/۱/۹۴ کو تقریباً ایک ماہ علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم کو اگلے روز اپنے آبائی قبرستان کیرنگ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحوم ۱۹۶۷ء سے سیکرٹری مال کے عہدے پر رہے۔ نیز درمیان میں صدر جماعت بھی مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں اپنی دورِ قیادت میں قادیان سے مجلس خدام الاحمدیہ کی کارکردگی میں جھنڈا بھی حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ٭ مرحوم موصی تھے۔ اور انتقال سے قبل اپنا حصہ آمد ادا کر گئے۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے ٭

(شیخ ابراہیم صدر جماعت احمدیہ کیرنگ)

برطانیہ کا تیسواں جلسہ سالانہ
۲۸-۲۹-۳۰ر جولائی ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ سال کیلئے جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۸، ۲۹- ۳۰ر جولائی کو منعقد کئے جانے کی منظوری عنایت فرمائی ہے۔

یہ جلسہ اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوگا۔ حضور نے افسر جلسہ سالانہ کے طور پر مسٹر اے۔ بی ارشد جنجوعہ صاحب اور افسر جلسہ گاہ کے طور پر مولانا عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ اسلام یو۔کے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

کے۔آر۔ قمر
جنرل سیکرٹری۔یو۔کے

بقیہ خلاصہ خطبہ صفحہ اوّل

اس کے پہلے ہی دو منہ ہو چکے ہیں کیونکہ جب وہ مجلس میں بیٹھی تو مجلس کی بات جو ایک امانت تھی اس کو محفوظ رکھنا اس کی ذمہ داری تھی۔ تو اس طرح دو منہ کی بات تو شروع سے چلتی ہے جس نے بات سنی اور آگے پہنچائی اس کے دو منہ ہو گئے۔ اس طرح جس نے دوسرے سے سنی اور پھر آگے بات پہنچائی اس کے بھی دو منہ ہو گئے اس طرح ایسے تمام چغلخوروں کے دو منہ بنتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر جب ایک دوسرے کے پاس لڑنے کے لئے واپس پہنچیں گے اور پہلی کہے گی کہ میں نے تو یوں نہیں یوں یوں کہا تھا تو پھر یہ دو منہ اور آگے دو منہ بنتے چلے جائیں گے اور وہاں سے پھر جھوٹ کا ایک تیسرا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اگر اس نے کہا بھی ہو تو اپنی کہی ہوئی بات کو کوئی اور معنے پہنانے شروع کرتی ہے۔ پہلی لعنتیں ڈالتی ہے کہ تو نے یہی کہا تھا دوسری کہتی ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا تو ایک منہ پھٹ کے جب دو منہ بنتا ہے تو پھر پھٹتا چلا جاتا ہے پھر اس کا ایک منہ بننا بہت مشکل کام ہے۔ حضور نے فرمایا یہ دو موہنہ کی بات تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت گہری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ایسی باتوں سے کلیتہً پرہیز کیا جائے اوّل تو کسی بہن یا بھائی میں کوئی عیب کی بات دیکھی جائے تو پیار سے محبت سے سلیقے سے اور علیحدگی میں خود اس کو بتانا چاہیئے۔ اور پھر ہر سچی بات کو جو عیب کی شکل میں ہو ہر اس آدمی کے سامنے بیان کرنے کا حق نہیں ہے جس کے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ غیبت میں آجائے گا۔ بہرہم ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ایسی بدامنی پھیلانے کی اجازت نہیں دی حضور نے فرمایا بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ چاہے کچھ ہو یہ سچی بات ہے اور ہم یہ پہنچا کر ہی دم لیں گے۔

حضور نے فرمایا امانتیں دو قسم کی ہیں ایک تو وہ ہیں جو قومی امانت کے طور پر سوسائٹی کی امانت ہیں ایسی باتیں سن کر آگے پہنچانا نازیبا ہے لیکن امانت کا ایک اور مفہوم ہے وہ یہ کہ آپ نے جو بات مجلس میں سنی ہے بغیر اس شخص کی اجازت کے جس نے وہ بات کہی ہے آگے بات نہیں پہنچاتی۔ یہ تو عمومی اصول ہے اور اپنے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جو بات کرتا ہوں وہ تمہاری بھلائی کے لئے کرتا ہوں اس لئے یہ قوم کی امانت بن جاتی ہے فلیبلغ الشاہد الغائب وہ جو حاضر ہے وہ غیب کو وہ بات پہنچا دے پس یہ دونوں امانتیں ہیں لیکن مفہوم میں فرق ہے۔

اسی طرح ایک حدیث یوں بیان فرمائی۔ (مسلم باب تحریم الظن و بخاری کتاب الادب)

نعت

مصطفیٰؐ نورِ خدا کی اک حسیں تصویر ہے
قولہ قولِ خدا ہر لفظ پُر تاثیر ہے

جلوۂ حسنِ خدا اس کے رُخِ زیبا میں ہے
لم یزل کے فیض سے اسکو ہی توقیر ہے

آپؐ ہیں محسن خدا کے "رحمۃ اللعالمین"
بخششِ اُمت کی ہر دم فکر دامن گیر ہے

آپؐ ختم الانبیاءؑ ہیں آپؐ ہیں خیر البشر
آپؐ کے اخلاق کی ہر سمت ہی تشہیر ہے

میرا تن من نام پہ تیرے فدا ہو جائے گر
میں یہ سمجھوں گا مرے یہ خواب کی تعبیر ہے

نام لیوا میں بھی ہوں تیرے حبیبؐ پاک کا
معاف کردے اے خدا جو بھی میری تقصیر ہے

تیری قدرت کے کرشمے ہیں ازل سے تا ابد
یہ جہاں تیری محبت کی تو اک تنویر ہے

کلمہ گو کو بخشش دے گا خالقِ اکبر "خلیق"
یہ خدائے پاک کی سب کے لئے تبشیر ہے

(شفیق حزین فائق گورداسپوری)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو حسد نہ کرو دشمنی نہ رکھو، بے رُخی نہ برتو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اُسے رسوا نہیں کرتا اُسے حقیر نہیں جانتا اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔ یعنی تقویٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ہے اگر تقویٰ سیکھنا ہے تو آپ سے سیکھو۔

حضور نے فرمایا اگر ہم اپنے احمدی معاشرے میں اس حدیث کی روشنی میں اپنے اعمال کی نگرانی شروع کریں تو پتہ لگے گا کہ ابھی ہم نے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج کا دور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنے اعمال سے ایسا حسین معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کریں کہ وہ دیکھیں اور انہیں محسوس ہو کہ جنت ہے تو یہاں اور امیں آئے بغیر انہیں تسکین نہ ہو۔ اس میسر نہ ہو حضور نے فرمایا ہے کہ یہی معاشرہ ہے جس نے بالآخر غالب آنا ہے۔

خوشخبری
خوشخبری
دیپک جیولری اینڈ کاسمیٹکس
DEEPAK JEWELLERS
آپکو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ قادیان شہر میں آرٹی فیشل جیولری اینڈ کاسمیٹکس Deepak Jewellers کے نام سے آزاد مارکیٹ نزد کوبتا ٹیلر (بڈوانی بلڈنگ) میں دوکان کھلی ہے۔ احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ-۷۰۰۰۰۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4023-5137-5206

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

منقولات

اب بنگلہ دیش میں بھی توہین مذہب بل

ایک اطلاع کے مطابق حکومت بنگلہ دیش توہین مذہب سے متعلق قانون بنانے پر غور کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بل پارلیمنٹ کے رواں بجٹ اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔ بنگلہ دیش کے سرکاری ذرائع کا کہنا ہے کہ حکومت اس قسم کے بل کی سخت ضرورت محسوس کر رہی ہے کیونکہ اہانت رسول اور توہین مذہب کے واقعات بڑھنے لگے ہیں اور اس وقت ملک میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے جس سے اس قسم کے واقعات کو روکا جا سکے۔ ملک کے مختلف سیاسی و غیر سیاسی حلقوں کی جانب سے بھی اس کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ بالخصوص بنگالی زبان کی مصنفہ تسلیمہ نسرین کے واقعہ کے بعد اس مطالبہ نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک ملک گیر ہڑتال کا اعلان بھی ہو چکا ہے۔ تسلیمہ نسرین کے معاملہ کو عالمی میڈیا نے اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ صورت حال انتہائی سنگین ہو گئی۔ دوسری جانب تسلیمہ نسرین کے متعدد بیانات اور احمد شریف کی تحریروں نے اندرون ملک شدید بے چینی پیدا کر دی ہے۔ بعض بنگلہ اخبارات بھی اس مہم میں پیش پیش ہیں۔ دیندار حلقوں کا کہنا ہے کہ تسلیمہ اور احمد شریف کی تحریروں سے ارتداد کی بو آتی ہے جبکہ مذکورہ اخبارات کا رویہ اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔ آزادی اظہار کے نام پر ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے نیز بین الاقوامی قوانین بھی اس کی اجازت نہیں دیتے لہٰذا ایسی تحریروں پر پابندی لگنی چاہیئے اور واقعی سزا بھی ملنی چاہیئے۔

(روزنامہ اخبار مشرق کلکتہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۴ء)

-(۲)-

قریباً ۳۰۰ سال پرانی آدی گورو گرنتھ صاحب کی بیڑ کے موہالی میں درشن

تاریخی بیڑ گورو گوبند سنگھ جی نے پیر بدھو شاہ کے ایک مرید کو دی تھی

موہالی ۱۹ نومبر (نمائندہ) مقامی فیز نمبر ۴ کے گوردوارہ شری کلغی دھر سنگھ سبھا میں گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے آدی شری گورو گرنتھ صاحب کا تاریخی قلمی سروپ (نسخہ) پیش کیا جس کے درشن کرنے کے لئے سنگتوں کی بھیڑ رہتی ہے۔ سبھا کے منتظمین کے مطابق یہ قلمی آدی بیڑ صاحب ہرپال سنگھ بھلر مہمان بھائی مردانہ یادگاری کیرتن دربار سوسائٹی فیروز پور اور سرجیت سنگھ پانیسر نے کوالالمپور میں رہتے ہیں۔ لاہور کے ایک شخص بشیر احمد سے حاصل کی ہے جو پیر بدھو شاہ کے ایک مرید کی نسل سے ہیں۔ بشیر احمد کے مطابق شری گورو گرنتھ صاحب کا قلمی سروپ (نسخہ) گورو شری گوبند سنگھ جی مہاراج نے پیر بدھو شاہ کو بھنگانی کی جنگ کے بعد پیش کیا تھا۔ مروجہ اطلاع کے مطابق شری گورو گرنتھ صاحب کی یہ بیڑ بشیر احمد نے اپنے گھر میں سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ احترام کے ساتھ ہر دیہہ وار کو چراغ جلایا کرتے تھے بشیر احمد کے پریوار کے افراد چونکہ پنجابی گورمکھی نہیں پڑھ سکتے اس لئے یہ بیڑ ہرپال سنگھ بھلر کو سونپ دی اس پر دونوں پنجابی سکھوں نے بشیر احمد کے پریوار کو تحفہ کے طور پر ایک کار پیش کی کیونکہ بشیر احمد کرایہ کی کار سے گزارہ کیا کرتا تھا۔ بیڑ کا سائز ۲۰ x ۱۴ انچ ہے اور وزن ۲۰ کلو گرام ہے شروع کے ۸ صفحات خالی ہیں ان کے آگے ۲۶ صفحات پر فہرست اور ۸ صفحات دوبارہ خالی ہیں۔ صفحات پر زعفران کی روشنائی سے ایک بارڈر لگا ہوا ہے اس بیڑ صاحب کے شری جپ جی صاحب سے شروع ہو کر شری راگ مالا تک ۷۶۸ صفحات ہیں۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے بیڑ گرنتھ سمیت پانچ گرنتھیوں کی ایک ٹیم اور کئی سکھ سمپرداے سروپ کے درشن کر چکے ہیں۔ بیڑ صاحب کو لکھے ۲۸۰ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ موہالی میں یہ بیڑ صاحب سنگتوں کے درشن کے لئے ۲۶ نومبر تک رہے گی۔

(ہند سماچار ۲۴/۱۱/۹۴ جالندھر)

-

-(۳)-

وہ وقت آئیگا جب سورج کے گرنے سے زمین مکمل طور پر تباہ ہو جائیگی

ہمبرگ ۳۰ اکتوبر (یو این آئی) ایک ہزار سال سے مذکورہ زمیں دھار مک روایتوں یا کہانیوں میں یہ پیشگوئی سنتے آ رہے ہیں کہ گرنے والے ستاروں سے یا سورج کے ہی گرنے سے یہ زمین تباہ ہو جائیگی۔ اگرچہ بعد علم سیارگان نے ۵۰ سالوں سے سورج اور دوسرے سیاروں میں رونما ہونے والے حالات کی تفاصیل کا پتہ لگایا ہے تمام بائبل میں اس بارے جو الہام کیا گیا ہے انکی سائنٹفک تھیوری سے تصدیق کی جاتی ہے کہ سورج لاکھوں سال کے بعد پھیل جائے گا اور زمین کو نگل جائے گا۔

سورج کی زندگی کے بارے حالیہ مطالعہ کے بعد امریکی ماہرین علم سیارگان نے کہا ہے کہ اس تباہی سے بچا نہیں جا سکتا۔ اب انہوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا ہے کہ زمین پر اس کے اثرات کیسے کم کئے جا سکتے ہیں۔ سورج کے آئندہ کی نشوونما کے بارے کیئے گئے تازہ مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ زمین سورج کی طرف سے ہونے والی مکمل تباہی سے بچ سکتی ہے۔ جو کہ الہاموں کے مطابق ناگزیر ہے اس نئی تھیوری کے مطابق زمین میں دوزخ جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے جس میں کوئی زندگی نہ ہوگی پھر بھی یہ مجموعہ راکھ کی شکل میں قائم رہے گی۔ امریکی ماہرین علم سیارگان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سورج اب مزید ایک ارب۔ اکیاون کروڑ سال قائم رہے گی۔ اور یہ مرنے سے پہلے اس مدت تک قائم رہے گا۔ حال ہی میں شائع ہونے والے امریکی سائنٹیفک میگزین کے مطابق جب سورج متبادلہ مستحکم سیاروں کے زمرہ کو چھوڑے گا تو یہ ایک لال دیو کے طور پر پھیل جائیگا اس سے زمین کی سطح بہت زیادہ گرم ہو جائے گی۔ سورج جب لال دیو میں بدل جائیگا تو وہ چار سو گنا بڑھ جائے گا اور وہ زمین کے مدار پر پہنچ جائے گا جو کہ اس وقت ۱۵ کروڑ کلومیٹر دور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج بدھ اور شکر سیاروں کو نگل لے گا اور ممکن ہے زمین کو بھی نگل لے گا۔ سورج کا قطر ۱۴ لاکھ کلومیٹر ہے۔ اس وقت سورج شمسی ہوا کے ذریعہ ہر سیکنڈ ۱۰ لاکھ ٹن ہائیڈروجن کھوتا ہے۔ امریکی ماہرین علم سیارگان کا اندازہ ہے کہ جب سورج پوری طرح پھیل جائیگا تو شمسی ہوا اس کے ۴۸ فی صد حصہ کو اڑا لے جائے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی مدار کے سیاروں پر کشش ثقل کم ہو جائے گی۔ اور وہ اس سے دور ہوتے جائیں گے۔ ماہرین علم سیارگان کا کہنا ہے کہ تب شکر سیارہ سورج سے ۱۸ کروڑ کلومیٹر کے فیصلے پر چکر لگائے گا۔ جبکہ اس وقت وہ ۱۰ کروڑ ۸۰ لاکھ کلومیٹر کے فاصلہ پر چکر لگاتا ہے۔ اور سب وہ زمین کے مدار سے زیادہ دور ہو جائے گا۔ اور ہمارے سیارے سے یہ فاصلہ بڑھ کر ۲۱ کروڑ ۵۰ لاکھ کلومیٹر ہو جائے گا۔ تاہم ایک ماہر علم سیارگان نے اپنی پیشگوئی بارے بہت محتاط انداز اپنایا ہے اور کہا ہے کہ کسی کو یہ پتہ نہیں کہ سورج کا کتنا حصہ کھو دے گا۔ اور اس سے اس بات کا تعین ہو گا کہ آیا سورج زمین کو پورے طور پر نگل جائیگا یا کچھ فاصلہ برقرار رکھ سکے گا۔ صورت کوئی بھی ہو زمین کا درجہ حرارت ۱۲۰۰ ڈگری سینٹی گریڈ بڑھ جائے گا۔ اور زمین تپتی لال چٹان میں بدل جائے گی۔ امریکی ماہر علم سیارگان کارل سگن کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ تب تک بنی نوع انسان ارتقا کے اس اعلیٰ مرحلہ پر پہنچ جائے یا وہ سورج پر رونما ہونے والے حالات پر کنٹرول کر سکے۔ یا کم سے کم اتنا ہو کہ کچھ اثر انداز ہو سکے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ ماہرین علم سیارگان جو دوسرے سیاروں کی تلاش میں ہیں کوئی نیا سیارہ تلاش کر لیں جو رہنے کے لئے موزوں ہو اور جس پر کوئی رہ رہا ہو۔ ایک ماہر علم سیارگان نے کہا ہے کہ شاید انسان اپنا سامان باندھ کر بر ہستی کے چاند پاشی کے چاند میں رہائش کے لئے منتقل ہو جائیں گے۔

(۳۱ اکتوبر ہند سماچار جالندھر ۱۹۹۴ء)

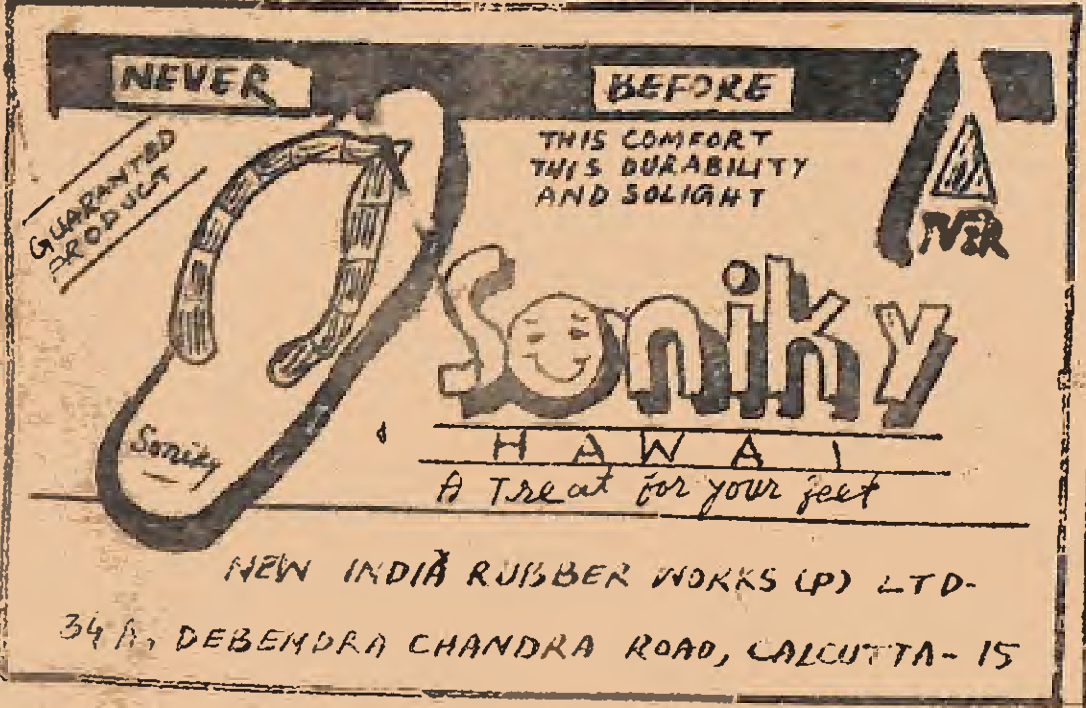

साप्ताहिक 'बदर'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :
मुहम्मद नसीम ख़ान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़्लुल्लाह

हिन्दी भाग | वर्ष 1 | 24 नवम्बर व 1 दिसम्बर, 1994 | अंक 13-14

क़ुर्आन शरीफ़

"बुराई का फैलाना बहुत बड़ा पाप है"

"निस्सन्देह वे लोग जो यह चाहते हैं कि मोमिनों में बुराई फैल जाए, उन के लिए इस लोक में भी तथा परलोक में भी एक बड़ा पीड़ा दायक अज़ाब है और अल्लाह जानता है तथा तुम नहीं जानते।।"

"वे लोग जो नेक-पतिव्रता महिलाओं पर आरोप लगाते हैं जो कि (शरारत करने वाले की शरारत से) बे-ख़बर हैं और ईमानदार हैं, उन पर संसार में तथा आख़िरत में धिक्कार डाली जाएगी और उन के लिए बड़ा अज़ाब होगा।"

(अल्-नूर 20-24)

हदीस शरीफ़

अच्छे कामों का आदेश दो और बुरे कामों से रोको।

पवित्र प्रवचन हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम

"क़सम है उस ख़ुदा की जिस के हाथ में मेरी जान है या तो तुम अच्छे कामों का आदेश दो और बुरे कामों से रोको नहीं तो सम्भव है कि अल्लाह तुम को बहुत कड़ा अज़ाब देगा फिर तुम प्रार्थना करोगे किन्तु तुम्हारी वह प्रार्थनाएं और दुआएं स्वीकार नहीं की जाएंगी।"

(तिर्मिज़ी शरीफ़)

ख़ुदा के सामने झुकने वाले कदापि नष्ट नहीं किए जाते।

फ़र्मान हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद मसीह मौउद अलैहिस्सलाम

"वास्तव में वह ख़ुदा बड़ा ज़बरदस्त और सर्वशक्तिमान है जिसकी तरफ़ प्रेम और श्रद्धा से झुकने वाले कदापि नष्ट नहीं किए जाते। शत्रु कहता है कि मैं अपनी योजनाओं से इसको नष्ट कर दूं और अहितैषी चाहता है कि मैं इसको कुचल डालूं, मगर ख़ुदा कहता है कि हे मूर्ख! क्या तू मेरे साथ लड़ेगा? और मेरे प्यारे को तू नष्ट कर सकेगा? वास्तव में पृथ्वी पर कुछ नहीं हो सकता मगर वही जो आसमान पर पहले हो चुका है। पृथ्वी का कोई हाथ उससे अधिक लम्बा नहीं हो सकता जितना कि वह आसमान पर लम्बा किया गया है। अतः अत्याचारी की योजनाएँ बनाने वाले सर्वथा मूर्ख हैं जो अपनी घृणास्पद और लज्जास्पद योजनाओं के समय अल्लाह की उस महान् सत्ता को याद नहीं रखते जिसके इरादे के बिना एक पत्ता भी गिर नहीं सकता। अतः वे अपने इरादों में सदैव असफल और लज्जित रहते हैं और उनके कुचक्रों से सत्यवादियों को कोई हानि नहीं पहुंचती अपितु अल्लाह के चमत्कार प्रकट होते हैं तथा मानव समाज में ईश्वर को पहचानने की शक्ति बढ़ती है। वह सर्वशक्तिमान् और हर प्रकार से समर्थ अल्लाह यद्यपि इन भौतिक नेत्रों से दिखाई नहीं देता किन्तु अपने अलौकिक चमत्कारों से स्वयं को प्रकट कर देता है।"

(किताबुल बरीया भूमिका 1-2)

इमाम जमाअत अहमदिय्या की ओर से सऊदी गज़ट के धार्मिक एडीटर को मुनाज़रे का चैलेंज!

लंदन (एम.टी.ए.)-जमाअत अहमदिय्या के इमाम हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब ने 13 जुलाई को मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या के मुलाकात कार्यक्रम में सऊदी गज़ट के धार्मिक एडीटर गालिब जोंनकर को अन्तर्राष्ट्रीय जमाअत अहमदिय्या के सरवराह के तौर पर मुनाज़रे का चैलेंज दिया है तथा फ़र्माया कि उन के साथ यदि वे मुनाज़रे के लिए तयार हों तो उन की यात्रा का खर्चा मैं दूंगा।"

शर्तें

1) पहले हज़रत मसीह अलैहिस्सलाम के अंजाम पर क़ुर्आन मजीद, हदीस-ए-नबवी, बाईबल तथा तारीख़ से विस्तारपूर्वक बातचीत होगी।

2) फिर यह प्रश्न उठेगा कि आने वाला मसीह कौन है? तथा इसकी क्या जगह है? क्या उस समय के मुसलमानों को यहूदियों का रंग चढ़ गया है या नहीं तथा इसका हल मसीह के आए बिना किस प्रकार संभव है? आने वाला मसीह नबी है या नहीं? क्या मसीह और महदी अलग-अलग हैं या एक ही हैं। क्या इन की निशानियां मुख्यतः चाँद सूरज का निशान पूरा हो चुका है या नहीं? इस पर भी बहस होगी कि मुक्ति पाने वाला फ़िरक़ा कौन सा है। 73 फ़िरक़ों में से 72 कौन से हैं तथा एक कौन सा है। इस विषय का दो टोक फ़ैसला करना होगा कि यह मोहिम्मात इस्लाम में से है या नहीं?

3) इन सभी विषयों को समाप्त करने के पश्चात हज़रत मसीह मौउद अलैहिस्सलाम के चरित्र पर बहस होगी तथा उस अवसर पर वार्तालाप होगी।

4) एक आवश्यक शर्त यह है कि मुनाज़रे के लिए खुला समय हो ताकि विस्तारपूर्वक वार्तालाप हो सके।

5) मुनाज़रे की बहुत ज़रूरी तथा बुनियादी शर्त यह होगी कि सऊदी अरब सरकार इस बात की लिखित ज़मानत दे कि वह इस सारे मुनाज़रे को सऊदी अरब में तथा अपने देश के करीब के देशों में सरकारी टी० वी० पर प्रसारित करेगी। इस लिए Jonker साहिब के लिए ज़रूरी है कि वह मुनाज़रे के लिए आते समय सऊदी अरब का सर्टिफिकेट लाना न भूलें।

अन्त में हुज़ूर ने इस आरोप का खण्डन किया कि इस्राईल ने एम०टी०ए० के लिए जमाअत अहमदिया को 18 मिलियन डालर की मदद दी है। हुज़ूर ने फ़र्माया कि इन बे-बुनियाद बातों का हमारे पास इसके सिवा कोई जवाब नहीं कि झूठों पर अल्लाह की लाअनत हो।

सारांश खुतबा जुमअ हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब इमाम जमाअत अहमदिय्या :

"यदि तुम अपने कामों में शोभा पैदा करना चाहते हो तो विनम्रता अपनाओ। क्रोध से बचो। जब शक्ति और सत्ता मिले तो अधिकार से बढ़-कर न लो"

लन्दन : 28 अक्तूबर (एम०टी०ए०) सय्यदना हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद इमाम जमाअत अहमदिय्या ने अमेरिका और कैनेडा के एक मास से अधिक अपनी यात्रा के बाद हुज़ूर ने मस्जिद फ़ज़ल लन्दन से खुतबा जुमअ दिया और अपनी सफल यात्रा का संक्षिप्त वर्णन करते हुए अमेरिका तथा कैनेडा की जमाअतों के लिए दुआ करने के लिए कहा। हुज़ूर ने फर्माया कि दुनिया की सभ्यताएं आपकी प्रतीक्षा में हैं इसलिए निकलें और ख़ुदा के संदेश को लोगों तक पहुंचाएं। हुज़ूर ने फ़र्माया कि इस बार दावत इलल्लाह (अल्लाह की ओर बुलाने का) दोगुना लक्ष्य रखा गया है इसलिए पहले से अधिक मेहनत करनी होगी अधिक वह दौलत तलाश करने होंगे जो कि अच्छे स्वभाव से सजे हों। हुज़ूर ने फ़र्माया कि इस यात्रा के बीच बहुत से व्यक्तियों यहाँ तक कि अमेरिकन कांग्रेस के उच्च अधिकारी भी अच्छे अखलाक के कारण खिचे चले आए और मेरी व्यस्तता के बावजूद न्यूयार्क से सम्बन्ध रखने वाले एक उच्च अधिकारी ठहरे रहे और फिर मुझ से मिल कर गए। हुज़ूर ने बताया उत्तम चरित्र ही है जो दावत इलल्लाह के कामों को आसान कर सकते हैं और इस के लिए दुआओं की बहुत आवश्यकता है।

अपने खुतबा में हुज़ूर अनवर ने कई हदीसें बयान कीं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने फ़र्माया है कि तीन बातें मोमिन के लिए आवश्यक हैं एक तो यह कि यदि मोमिन को क्रोध आए तो क्रोध इसे गन्दे कार्यों और पाप करने में मजबूर न कर दे। अर्थात क्रोध के समय भी सीमा से आगे न निकलें और वह व्यक्ति मोमिन है कि यदि वह प्रसन्न हो तो प्रसन्नता इस को बुरी बातों पर विवश नहीं करती इसी प्रकार तीसरी बात यह बतलाई कि मोमिन वह है कि जब उसको ताकत तथा सत्ता प्राप्त हो तो वह अपने भाग से अधिक न ले।

हुज़ूर ने बतलाया कि दुनिया में अधिकतर विवाद क्रोध के कारण पैदा होते हैं और बाद में जब होश आता है तो न सिर्फ पछताते हैं बल्कि जब इनको होश आता है तो प्रायः समय पार हो चुका होता है यही कारण है कि क्रोध की हालत में संयम में रहने को आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने ईमान का चिन्ह बतलाया है। यही हालत प्रसन्नता की है। प्रसन्नता में भी कई बार मनुष्य बुरी हरकतें कर बैठता है और ऋण लेकर भी काम कर जाता है खर्चे पर कन्ट्रोल नहीं रखता और बाद में परेशान होता है जहाँ तक ताक़त व सत्ता की हालत में अपने भाग से अधिक न लेने को कहा गया है यदि परमात्मा पर ईमान हो तो इस का वास्तविक नतीजा यह होता है कि मनुष्य हर चीज़ का परमात्मा को मालिक जानता है और जितना ख़ुदा दे इस से बढ़ कर भाग नहीं लेता और जो लोग ताकत की हालत में अपने आप को मालिक समझ बैठते हे वह फिर अपने भाग से अधिक भी ले लेते हैं।

हुज़ूर ने फ़र्माया यह बहुत ही ज़रुरी नसीहत है इसे जमाअत अहमदिय्या अपनी आदत बना ले तो बहुत बड़ी-बड़ी समस्याओं से हम को छुटकारा प्राप्त हो जाएगा।

एक और हदीस ब्यान करते हुए हुज़ूर ने फ़र्माया कि आँहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने एक बार कहा कि मैं तुम को न बताऊं कि आग किस पर हराम होती है? फ़र्माया वह हराम है इस व्यक्ति पर जो लोगों के करीब रहता है अर्थात इन से घृणा नहीं करता तथा नम्र व्यवहार करता है और इन के लिए आसानी पैदा करता है।

हुज़ूर ने फ़र्माया कि इस हदीस में जहन्नम (नर्क) की आग से बचने का एक गहरा राज़ समझा दिया गया है और उपाय यह है कि लोगों से दूर न रहो हुज़ूर ने बताया प्रत्येक मनुष्य जो उन्नति कर के उच्च वर्ग में दाखल होता है वह ग़रीब लोगों से फिर घृणा करने लगता है यहाँ तक कि धनी लोग पूर्णतयः ग़रीब लोगों से कट जाते हैं। और यह चीज़ हमारे प्रति दिन के व्यवहार में इस प्रकार दाखिल हो जाती है कि हम महसूस भी नहीं करते कि हम मानवजाति से कट रहे हैं। आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम के इस वाक्य का अर्थ यह है कि यदि तुम मानवजाति से कट गए तो परमात्मा से कट जाओगे। हुज़ूर ने बताया कि कई लोग तो कुछ सौ रुपया मिलने के बाद अपने ग़रीब माता पिता को भी भूल जाते हैं और घमंडी हो जाते हैं। यही लोग नर्क की अग्नि में अपने आप को डालने वाले होते हैं।

हुज़ूर ने फ़र्माया कि पाँचों समय की नमाज़ मस्जिद में अदा करना भी आपस में मिलने और बराबरी पैदा करने का पाठ पढ़ाना है।

इस प्रकार एक हदीस मुबारक हुज़ूर ने ब्यान करते हुए फ़र्माया कि हज़रत मुहम्मद सल्लाहो अलैहि वसल्लम अपनी उम्मत (अपने मानने वालो) में नर्मी पैदा करना चाहते थे इसलिए आप ने फ़र्माया कि नर्मी जिस चीज़ में दाख़िल होती है उसे सुशोभित कर देती है और नर्मी जिस चीज़ में से निकल आती है उसको बुरा बना देती है अतः आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम का यह फ़र्माना कि यदि तुम अपने कामों को सुसज्जित करना चाहते हो तो नर्मी अपनाओ। हुज़ूर ने फ़र्माया कि नर्मी प्रत्येक मनुष्य के बस की बात नहीं है यह एक लम्बे अभ्यास को चाहती है जिस घर में माता-पिता गाली देते हों और बात-बात पर झगड़ने वाले हों उस घर के बच्चों में तो नर्मी पैदा हो ही नहीं सकती बल्कि वह अपने माता-पिता से घृणा करने लग जाते हैं। हुज़ूर ने फ़र्माया कि कई बद-ज़बान माता पिता के घरों में नर्म प्रवृत्ति के बच्चे पैदा होते हैं परन्तु यह नर्मी इन के भीतर से उत्पन्न होती है और यह नर्मी अच्छे चरित्र में शामिल नहीं हो सकती अतः कोशिश करें कि आप के प्रत्येक कामों (कार्यों) में मुलायमत हो, नर्मी हो और खुरदरापन न हो।

For Dollo Supreme

★★

CTC TEA

★

In 100 & 200 Gms. Pouche

Contact : Tass & Company

P-48 Princep Street, CALCUTTA-700072

Phone : 263287, 279302

लैदर बैल्ट, बैग, जैकेट आदि

के उत्तम निर्माता

मैः निशा लैदर

19 ए, जवाहरलाल नेहरु रोड़ कलकत्ता-700081

बब्बल प्रैस, कादियान । प्रकाशक : मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी, कादियान